ہفت روزہ بدر قادیان ـ 143516

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ، وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

جلد 46 — شمارہ 9

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: محمد نسیم خان، منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ: سالانہ 100روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20پونڈیا40ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10پونڈ یا20 ڈالرامریکن۔

19 شوال 1417 ہجری 27/ تبلیغ 1376 ہش 27/ فروری 1997ء

اخبار احمدیہ

لندن ۲۱/ فروری (مسلم ٹیلیویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیرو عافیت ہیں۔ حضور انور نے آج خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو نیکیاں اپنانے اور بدیوں سے دور رہنے اور موت کو ہر وقت یاد رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔

احباب کرام اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر و مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ (ادارہ)

خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے کامل مقبولوں کے ذریعہ وہ اپنا چہرہ دکھلاتا ہے

درس القرآن

یا أَیّھا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ماقدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون ٥ وَلاَ تکُونُوا کَالذِینَ نَسُوا اللہَ فَانسٰھُم انفُسھُم أُولٰکَ ھُم الفٰسِقُونَ٥ (الحشر : ۱۹)

ترجمہ۔ اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اور چاہئے کہ ہر جان اس بات پر نظر رکھے کہ اس نے کل کیلئے آگے کیا بھیجا ہے اور تم سب اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا سو اللہ نے بھی ان کو اپنی جانوں کا فائدہ بھلا دیا یہ لوگ اطاعت سے باہر نکلنے والے ہیں۔

درس الحدیث

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اذامات ابن ادم انقطع عملہ الامن ثلاث صدقۃ جاریۃ ، اوعلم ینتفعُ بہ او ولد صالح یدعوالہ۔ (مسلم)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین قسم کا عمل منقطع نہیں ہوتا: صدقہ جاریہ ، وہ علم جس سے لوگ نفع حاصل کریں اور وہ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتا ہو"

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دعائیں منظور ہوتی ہیں بلکہ بڑا معجزہ ان کا استجابت دعا ہی ہے۔ جب ان کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدت سے بے قراری ہوتی ہے اور اس شدید بے قراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا ان کی سنتا ہے اور اس وقت ان کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے۔ کامل مقبولوں کے ذریعہ سے وہ اپنا چہرہ دکھلاتا ہے۔ خدا کے نشان تبھی ظاہر ہوتے ہیں جب اس کے مقبول ستائے جاتے ہیں اور جب حد سے زیادہ ان کو دکھ دیا جاتا ہے تو سمجھو کہ خدا کا نشان نزدیک ہے بلکہ دروازہ پر ہے کیونکہ یہ وہ قوم ہے کہ کوئی اپنے پیارے بیٹے سے ایسی محبت نہیں کریگا جیسا کہ خدا ان لوگوں سے کرتا ہے جو دل و جان سے اس کے ہو جاتے ہیں۔ وہ ان کے لئے عجائب کام دکھلاتا ہے اور ایسی اپنی قوت دکھلاتا ہے کہ جیسا ایک سوتا ہوا شیر جاگ اٹھتا ہے۔ خدا مخفی ہے اور اس کے ظاہر کرنے والے یہی لوگ ہیں وہ ہزاروں پردوں کے اندر ہے اور اس کا چہرہ دکھلانے والی یہی قوم ہے"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۰/ ۲۱)

"ہم دعا کرتے ہیں کہ اے قادر خدا!! اے اپنے بندوں کے راہنما جیسا کہ تو نے اس زمانہ کو صنائع جدیدہ کے ظہور و بروز کا زمانہ ٹھہرا لیا ہے ایسا ہی قرآن کریم کے حقائق معارف ان غافل قوموں پر ظاہر کر اور اب اس زمانہ کو اپنی طرف اور اپنی کتاب کی طرف اور اپنی توحید کی طرف کھینچ لے۔ کفر اور شرک بہت بڑھ گیا اور اسلام کم ہو گیا۔ اب اے کریم! مشرق اور مغرب میں توحید کی ہوا چلا اور آسمان پر جذب کا ایک نشان ظاہر کر۔ اے رحیم تیرے رحم کے ہم سخت محتاج ہیں۔ اے ہادی تیری ہدایتوں کی ہمیں شدید حاجت ہے۔ مبارک وہ دن جس میں تیرے انوار ظاہر ہوں۔ کیا نیک ہے وہ گھڑی جس میں تیری فتح کا نقارہ بجے۔ توکلنا علیک ولاحول ولا قوۃ الابک وانت العلی العظیم۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۱۳/ ۲۱۴، حاشیہ در حاشیہ)

نماز حج اور روزہ تینوں پہلوؤں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اگلی نسلوں کی تربیت کی کوشش کریں

بچپن سے ان کے دلوں میں خدا کی محبت کے بیج بوئیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۷/ جنوری ۱۹۹۷ء)

لندن ۱۷/ جنوری : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے سورہ البقرہ کی آیات ۱۸۴/ ۱۸۵ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ان آیات میں رمضان سے متعلق اہم باتوں کا ذکر ہے جو ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہئیں۔ حضور نے فرمایا کہ میری نظر اس وقت خاص طور پر اگلی نسلوں کی تربیت پر ہے۔ اس پہلو سے سادہ لفظوں میں رمضان کی برکتیں حاصل کرنے کا طریق سکھاتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ نماز حج اور روزہ یہ تین وہ عبادت کی بنیادی قسمیں ہیں جن کا تعلق ہر مذہب سے ہے۔ حج کا تعلق خدا کے ایسے نیک بندوں سے ہے جنہوں نے اپنے دین کو خدا کیلئے خاص رکھا اور کسی ایک جگہ یا تو وہ دھونی رما کر بیٹھ رہے یا بار بار وہاں آتے رہے اور اس جگہ کے ساتھ خدا کی عبادت کا تعلق ایسے رشتے میں تبدیل ہو گیا جو توڑا نہیں جا سکتا۔ جب یہ مقام کسی جگہ کو نصیب ہو تو اسے پھر حج کیلئے مخصوص کیا جاتا ہے اور ہر قوم کیلئے خدا نے الگ الگ مقام بنایا ہے لیکن سب کیلئے اجتماعی طور پر خانہ کعبہ کو چنا گیا اور اس کا اصل مقصد اس توحید باری تعالیٰ کا قیام تھا جو آنحضرت ﷺ کے ذریعہ وجود میں آنی تھی۔ اس لئے خانہ کعبہ کو اسلام سے پہلے تمام دنیا کیلئے اکٹھے ہونے کی جگہ نہیں بتایا گیا حالانکہ آغاز سے ہی یہ مقصد تھا۔

حضور نے فرمایا دوسری عبادت نماز ہے جو ہر مذہب میں مختلف رنگ، مختلف شکلوں میں موجود ہے۔ تیسری چیز روزے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے روزوں کو تمام دوسرے مذاہب میں جو اسلام سے پہلے تھے کسی نہ کسی شکل میں ضرور فرض فرمادیا۔ حضور نے فرمایا کہ ان تین عبادت کی قسموں کو ملحوظ رکھتے ہوئے رمضان گزارنا چاہئے۔ جہاں تک خانہ کعبہ کو تمام دنیا کا مرجع بنانے کا تعلق ہے اس کیلئے دعائیں ہو سکتی ہیں۔ اس پہلو سے ہم کسی حد تک حج کے مقاصد کو پالیں گے اگر بنی نوع انسان کے اس طرف میلان کیلئے دعائیں کریں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ تین پہلو ہیں جنہیں ملحوظ رکھتے ہوئے اگلی نسلوں کی تربیت کی کوشش کریں۔ انہیں بتائیں کہ عبادت کے بغیر تمہاری زندگی بالکل حقیر اور باطل ہے۔ یہ شعور ہے جسے بیدار کرنا ہے اور رمضان اس کے لئے بہت سازگار مہینہ ہے۔ بچپن سے ان کے دلوں میں خدا کی محبت کے بیج بونے ہیں۔ روزمرہ انہیں نیک باتیں بتا کر اس طرح کی آبیاری کرنی ہے کہ رفتہ رفتہ وہ شجرہ طیبہ کی صورت اختیار کر جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں ان فائدوں پر نگاہ رکھ رہا ہوں جو رمضان میں خاص طور پر ہجوم کر کے آتے ہیں۔ اس طرف متوجہ ہوں اور زیادہ سے زیادہ برکتیں لوٹ لیں۔

حضور نے فرمایا کہ رمضان کا مقصد کھیل تماشہ نہیں ہے اس کا ایک مقصد ہے کہ تاکہ تم تقویٰ میں ترقی کرو۔ ہر رمضان تمہیں خدا کے زیادہ قریب کر دے اور یہ گنتی کے چند دن ہیں اور زندگی بھر کے فوائد ان سے وابستہ ہیں۔ حضور نے آیت قرآنی کے حوالے سے بتایا کہ جو لوگ روزہ کی طاقت نہیں رکھتے انہیں بطور فدیہ مسکین کو کھانا کھلانے کی نیکی کو عام کیا جائے۔ غریبوں کے دکھ بانٹنا ان کی ضروریات کو پورا کرنا یہ سارے مضمون ہیں جو روزے کے حوالے سے

(باقی صفحہ 7 کالم نمبر 2 پر دیکھیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر : نگران بورڈ بدر قادیان : :

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان   اداریہ   27؍فروری 1997ء

صداقتِ اسلام کا چمکتا ہوا نشان

(3)

قبل اس کے کہ پنڈت لیکھرام کے انجام پر روشنی ڈالی جائے اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ پنڈت لیکھرام موصوف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت اور آپ کے خلاف اشتعال انگیز زبان کا استعمال بقول ان کے خدائی الہام کی بناء پر کیا تھا چنانچہ گزشتہ اقساط میں ہم انہیں پرمیشور کی طرف سے ملنے والے الہامات درج کر کے لکھ چکے ہیں کہ اپنے الہام کی بناء پر ہی انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ من ذلک "مفتری" لکھا تھا۔ (کلیات آریہ مسافر حصہ سوم صفحہ ۴۹۴)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دو اشخاص میں سے ایک کو سخت اور عبرتناک سزا دیتا ہے۔ ایک تو اس کو جو جھوٹا الہام بناتا ہے اور دوسرے اس کو جو سچے مُلْہَم من اللہ کو حقارت و استہزاء کی نظر سے دیکھتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَو تَقَوَّلَ عَلَينَا بَعضَ الاَقَاوِيلِ ۝ لَاَخَذنَا مِنهُ بِاليَمِينِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعنَا مِنهُ الوَتِينَ ۝ فَمَا مِنكُم مِن اَحَدٍ عَنهُ حٰجِزِينَ ۝ (الحاقّہ: ۴۵-۴۸)

ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا خواہ ایک ہی ہوتا تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی رگِ جان کاٹ دیتے اور اس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہو تا جو اس کے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔

اس طرح فرمایا:

وَمَن اَظلَمُ مِمَّنِ افتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوقَالَ اُوحِىَ اِلَىَّ وَلَم يُوحَ اِلَيهِ شَيئٌ وَمَن قَالَ سَاُنزِلُ مِثلَ مَا اَنزَلَ اللّٰهُ وَلَوتَرىٰ اِذِالظّٰلِمُونَ فِى غَمَرَاتِ المَوتِ وَالمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوا اَيدِيهِم اَخرِجُوا اَنفُسَكُم اَليَومَ تُجزَونَ عَذَابَ الهُونِ بِمَاكُنتُم تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ غَيرَ الحَقِّ وَكُنتُم عَن اٰيٰتِهٖ تَستَكبِرُونَ ۝ (الانعام: ۹۴)

اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ باندھے یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی نازل کی گئی ہے حالانکہ اس پر وحی نازل نہ کی گئی ہو اور (اسی طرح) اس شخص سے (زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو کہتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے اُتارا ہے میں بھی یقیناً ویسا ہی (کلام) اُتار دوں گا اور اگر تو اس وقت دیکھے جبکہ ظالم موت کی تکالیف میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے (یہ کہتے ہوئے) اپنے ہاتھ پھیلا رہے ہوں گے کہ اپنی جانیں نکالو۔ جو کچھ تم اللہ کے متعلق ناحق کہتے تھے اور جو تم اس کی آیتوں کے بارے میں تکبر سے کام لیتے تھے اس کے سبب سے آج تمہیں رسوائی کا عذاب دیا جائے گا۔ (تو تجھے ایک عبرتناک نظارہ نظر آ جائے گا) (ترجمہ از تفسیر صغیر)

مذکورہ آیات میں واضح فرمایا گیا ہے کہ:

☆ جھوٹی وحی و الہام بنانے والے کا نہایت عبرتناک انجام ہوتا ہے۔

☆ اور وحی الٰہی کو تمسخر و تکبر سے دیکھنے والا ذلت و رسوائی کے عذاب میں مبتلا ہوتا ہے۔

اب دیکھئے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر "موعود بیٹے" کی الہامی پیشگوئی شائع فرمائی جس کے جواب میں پنڈت لیکھرام نے بھی لکھا کہ اسے پرمیشور نے الہاماً بتایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی جھوٹی ہے اب ظاہر ہے کہ ہر دو مُلْہَمین میں سے ایک سچا تھا اور ایک جھوٹا۔

ذیل میں ہم محترم قارئین کو بتائیں گے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے جھوٹ اور سچ کو نکھار کر رکھ دیا اور کس طرح لیکھرام کے تمسخر و استہزاء نے خود اس کو ہی گھیرے میں لے لیا۔ لیکھرام نے صرف تمسخر و استہزاء اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف گستاخیوں کو ہی جاری نہ رکھا بلکہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جب ۱۸۸۶ء میں کتاب "سرمہ چشم آریہ" ماسٹر مرلی دھر آریہ سے مباحثہ کی روئیداد کی شکل میں شائع فرمائی اور اس کے آخر پر تمام پادریوں اور آریوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تو لکھا کہ ماسٹر مرلی دھر تو مصروف آدمی ہیں ان کی بجائے آریوں کی جانب سے اس دعوت مباہلہ کو میں قبول کرتا ہوں چنانچہ لکھا:

"میں نیاز التیام لیکھرام ولد پنڈت تارا سنگھ شرما و مصنف تکذیب براہین احمدیہ و رسالہ ہٰذا (یعنی خبط احمدیہ ناقل) اقرار صحیح بدرستی ہوش و حواس کے کہتا ہوں کہ میں نے اول سے آخر تک کتاب سُرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیا اور ایک بار نہیں بلکہ کئی بار۔۔۔ میرے دل میں مرزا جی کی تحریروں نے کچھ بھی اثر نہ کیا"۔

پھر لکھا:

"آریہ ورت سے باہر جو بقول مسلمانوں کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے ہیں اور توریت۔ زبور۔ انجیل۔ قرآن وغیرہ کتب لائے ہیں میں دلی یقین سے ان پستکوں کے مطالعہ کرنے سے اور سمجھنے سے۔۔۔ بناوٹی اور جعلی اور اعلیٰ الہام سے بدنام کرنے والا تحریریں خیال کرتا ہوں"۔

اس طرح لکھا:

"جس طرح میں اور راستی کے خلاف باتوں کو غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی میں قرآن اور اس کے اصولوں و تعلیموں کو جو وید کے مخالف ہیں۔۔۔ غلط اور جھوٹا جانتا ہوں لیکن میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا ہے اور اس کی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے خواہ وہ راستی اور معقولیت اور علمیت کے کسی قدر برخلاف ہوں۔

پنڈت لیکھرام نے مزید لکھا۔

"اے پرمیشور ہم دونوں میں سچا فیصلہ کر۔۔۔ کیونکہ کاذب صادق کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پاتا"۔ (خبط احمدیہ صفحہ ۸۴ مصنفہ ۱۸۸۸ء)

پنڈت لیکھرام مذکورہ چیلنج مباہلہ قبول کرنے سے قبل اور اس کے بعد ۱۸۸۶ء سے ۱۸۹۳ء تک سخت قسم کی بدزبانیوں اور اشتعال انگیزیوں میں مبتلا رہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت صبر و تحمل اور دعا سے اُن کی گالیوں کو برداشت کرتے رہے۔

یہاں ضمناً ہم یہ بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ایک سچے مسلمان کیلئے دیگر مذاہب کی بدزبانوں کے مقابلہ پر جبکہ وہ اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ کو گالیاں نکالیں اور قرآن مجید کو حقارت کی نظر سے دیکھیں سوائے صبر کرنے اور دعا مانگنے کے اور کوئی چارہ نہیں کیونکہ ایک سچا مسلمان ہدایت قرآنی کے مطابق پلٹ کر نہ تو دیگر مذاہب کے انبیاء و بزرگان کو گالیاں نکال سکتا ہے اور نہ ہی ان کی مقدس کتب کو ذلت کی نظر سے دیکھ سکتا ہے کیونکہ برخلاف آریہ ورت کے قرآن مجید کی تعلیم ہے کہ ہر قوم کی طرف ہدایت دینے والے آئے ہیں (رعد: ۸) اور ہر قوم میں راہنما بھیجے گئے ہیں۔

مقدس انبیاء و کتب تو در کنار ایک سچا مسلمان قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق ان بتوں کو بھی گالیاں نہیں نکال سکتا جن کو مشرک لوگ خدا یا خدا تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔ (الانعام: ۱۰۹)

چنانچہ اس تعلیم کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں جابجا شری کرشن جی مہاراج اور شری رامچندر جی کو خدا کے مقدس اور برگزیدہ بیان فرمایا ہے اور ویدوں کو مقدس الٰہی کتب میں شمار فرمایا ہے۔ (دیکھو کتاب چشمۂ معرفت) لیکن چونکہ پنڈت لیکھرام کے مذہب میں یہ تعلیم تھی کہ سوائے آریہ ورت کے رشیوں و بزرگوں اور سوائے وید مقدس کے باقی سب جھوٹ ہے اس لئے اس نے انبیاء علیہ السلام اور کتب الٰہیہ کی سخت توہین و تذلیل کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الہامی پیشگوئیوں کو جھٹلایا اور ان کے بالمقابل اپنا الہام بنایا۔ (حالانکہ آریہ مذہب میں الہام کے وجود سے انکار کیا گیا ہے) اور سخت شوخی سے لکھا کہ:

"یہ شخص (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) تین سال کے اندر ہیضہ سے مر جائے گا کیونکہ (نعوذ باللہ) کذاب ہے پھر لکھا کہ:

"تین سال کے اندر خاتمہ ہو جائے گا اور اس کی ذریت میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا"۔ (خبط احمدیہ)

جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سات سال تک صبر و تحمل اور دعاؤں سے لیکھرام کی بدزبانیوں کو برداشت کیا تو اللہ تعالیٰ نے الہاماً لیکھرام کے متعلق آپ کو بتایا کہ

(۱) عِجلٌ جَسَدٌ لَهٗ خُوَار ۔ لَهٗ نَصَبٌ وعذاب یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کیلئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل کر رہے گا۔ (اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۹۳ء)

(۲) اسی طرح جب عذاب کا وقت معلوم کرنے کیلئے حضورؑ اقدس نے جناب الٰہی میں توجہ فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر ظاہر فرمایا کہ:

"آج کی تاریخ سے جو ۲۰؍فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا"۔ (ایضاً)

(۳) مذکورہ اشتہار میں ہی نصیحت کرتے ہوئے حضور نے پنڈت لیکھرام کو فرمایا۔

(باقی صفحہ 7 کالم نمبر 2 پر دیکھیں)

خطبہ جمعہ

عالمی رسول کے تابع ہوکر، عالمی مزاج پیدا کئے بغیر، آپ بنی نوع انسان کی بحیثیت بنی نوع انسان تربیت کرنے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۳ دسمبر ۱۹۹۶ء مطابق ۱۳ فتح ۱۳۷۵ ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ "بدر" اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۵﴾

(سورہ آل عمران: ۱۳۳ تا ۱۳۵)

گزشتہ خطبے میں میں نے آئندہ نسلوں کی تربیت کی طرف توجہ دلائی تھی جن کا اس دور کی نسل کی تربیت سے گہرا تعلق ہے۔ اگر موجودہ دور کی نسل کی صحیح تربیت نہ ہو تو آئندہ بھی کسی دور کی تربیت نہیں ہو سکتی اور اگر اپنی نسل کی تربیت نہ ہو تو اپنے گرد و پیش اور ماحول کی تربیت بھی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر اپنے بیوی بچوں سے سلوک ظالمانہ ہو اور شقی القلب لوگ حقوق تلف کر رہے ہوں اپنے گھر والوں کے اور تربیت کے تعلق میں سخت گیری کو پسند کریں تو نہ وہ اپنے گھر والوں کی تربیت کر سکتے ہیں نہ اپنے ماحول کی تربیت کر سکتے ہیں بلکہ اس کے برعکس خوفناک رد عمل پیدا ہو سکتے ہیں جو آئندہ تربیت سے محرومی کے علاوہ یعنی مثبت پہلوؤں سے محرومی کے علاوہ خطرناک منفی پہلو نسلوں میں جاری کر سکتے ہیں۔

یہ خلاصہ ہے اس خطبے کا جو میں نے گزشتہ مرتبہ دیا اور اسی حوالے سے اب میں اس مضمون کو پھیلانا چاہتا ہوں کیونکہ ہمارا کام محض اپنے بچوں کی تربیت کرنا نہیں، اپنی بیوی کی تربیت کرنا نہیں، اپنی بیوی اور بچوں سے حسن سلوک سے پیش آنا نہیں بلکہ یہاں گھر میں جو کام ہم کریں گے اور سیکھیں گے ان کو پھر ہم نے دنیا میں اپنے گرد و پیش پھیلانا ہے اور اسی پہلو سے آئندہ بنی نوع انسان کی تربیت کی بنیادیں ڈالنی ہیں۔ مگر بنیادیں تو آج ڈالی جائیں گی تو کل عمارت تعمیر ہوگی۔ آج بنیادیں ہی نہ ڈالی جائیں تو کل کی عمارت کی کیسے توقع کی جاسکتی ہے۔ پس اس پہلو سے جس کا تعلق بہت حد تک ہماری جو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دعوت الی اللہ کی کوششیں ہیں ان سے ہے اور یہ دونوں مضامین ایک دوسرے کے ساتھ یوں بندھے ہوئے ہیں کہ گویا لازم ملزوم ہیں ایک کا تعلق دوسرے سے توڑا نہیں جا سکتا۔ کوئی داعی الی اللہ ان اہم امور سے غافل رہتے ہوئے اپنی دعوت میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

پس اس تعلق میں زیادہ وسیع تر مضمون پر مشتمل آیات کا انتخاب کیا ہے جن کا عنوان یہ باندھا گیا ہے "**و اطیعوا اللّٰہ والرسول لعلکم ترحمون**"۔ اکثر اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کا تعلق تقویٰ سے باندھا گیا ہے، فلاح سے باندھا گیا ہے، دین و دنیا کی کامیابیوں سے باندھا گیا ہے۔ اب اس آیت پر غور کرنے سے یا ان آیات کے باہمی ربط پر غور کرنے سے یہ بات کھلتی ہے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت بھی کسی دوسری آیت سے بےوجہ جڑی ہوئی نہیں ہے بلکہ گہری حکمتیں ہیں جو مختلف آیات کو آپس میں باندھتی ہیں اور ہر نتیجہ جو آیت نکالتی ہے اس نتیجے کا اسی آیت سے ہی نہیں بلکہ آئندہ آنے والی آیت کے مضمون سے تعلق ہوتا ہے۔

پس چونکہ رحم کی تعلیم دینی تھی اس لئے اس کا عنوان یہ باندھا "**و اطیعوا اللّٰہ والرسول لعلکم ترحمون**"۔ کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر پھر رحم کیا جائے اور اللہ اور رسول کی اطاعت کے نتیجے میں رحم کس نوع کا رحم ہے، اس کی وسعتیں کیا ہیں، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "**و سارعوآ الیٰ مغفرۃ من ربکم و جنۃ عرضھا السمٰوات والارض اعدت للمتقین**" کہ اس جنت کی طرف دوڑو جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے اور وہ اس اللہ اور رسول کی اطاعت سے وابستہ ہے جو **رحمۃ للعالمین** کے مضمون اپنے اندر سمائے ہوئے ہے۔ اللہ کی رحمت جو تمام عالمین پر پھیلی ہوئی ہے اس رحمت نے محمدؐ رسول اللہ پیدا فرمائے جن کی رحمت تمام جہانوں پر پھیلا دی اور ان کی اطاعت سب سے زیادہ اللہ کے رحم کو جذب کرنے والی ہے۔ اگر ان کی اطاعت کرو گے یعنی اللہ اور رسول کی تو ان کی رحمانیت سے حصہ پاؤ گے اور اگر اطاعت سے مونہہ موڑو گے تو اسی حد تک تم رحم سے محروم کئے جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے محروم کئے جاؤ گے۔

پس "**سارعوآ الیٰ مغفرۃ من ربکم و جنۃ عرضھا السمٰوات والارض**" میں جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ اس رحمت سے جو اپنی بیویوں سے، اپنی ازواج سے، اپنے بچوں سے کی جاتی ہے اس کے مقابل پر بہت وسیع تر ہے اور ان دونوں آیات کا ایک بہت ہی گہرا تعلق یہ بھی ہے کہ ہم تو اپنے بچوں کی پرورش کے ذمہ دار بنائے گئے ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم تمام بنی نوع انسان کی پرورش کے ذمہ دار بنائے گئے ہیں اور آپؐ کے متعلق خدا تعالیٰ کا یہ فیصلہ صادر ہوچکا ہے کہ آپؐ نے کسی پہلو سے بھی اس پرورش میں کوتاہی نہیں کی۔ ہم جو چھوٹے چھوٹے دائروں میں پرورش کے ذمہ دار بنائے گئے اگر ہم ان دائروں میں ناکام ہو جائیں تو کتنا بڑا گناہ ہے اور کتنی بڑی محرومی ہے کیونکہ ہماری تو تھوڑی سی پہنچ جہاں تک بھی ہے اسی نسبت سے ہماری ذمہ داریاں قائم فرمائی گئی ہیں۔ کسی کا گھر چھوٹا ہے تو اس چھوٹے گھر کی ذمہ داری اس پر ہے کسی کا گھر بڑا ہے تو بڑے گھر کی۔ کوئی امیر ہے تو اس امارت کے حوالے اور اس کی نسبت سے انسان کی اپنے گرد و پیش ذمہ داریاں قائم ہوتی ہیں، غریب کی اسی نسبت سے قائم ہوتی ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی رحمت اگر سارے جہانوں پر محیط ہے تو اسی پہلو سے آپؐ کا حساب کتاب سارے جہانوں کے تعلق سے لیا جانا تھا اور اس تعلق میں خدا تعالیٰ اس آیت کے ذریعے آپؐ کو کلیتاً بری الذمہ قرار دیتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو یہ عنوان باندھا نہیں جاسکتا تھا "**و اطیعوا اللّٰہ والرسول لعلکم ترحمون**"۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے رحمت کے تمام تقاضوں کو پورا نہ کر دیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ کیسے کہہ سکتا تھا کہ ان کی پیروی کرو گے تو تم پر خدا کی رحمت کے تمام تقاضے جو خدا کی رحمت سے تمہارے وابستہ ہیں وہ پورے کر دیئے جائیں گے۔ پس یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی کامیاب رسالت اور کامل رسالت کی طرف ایک گواہ آیت ہے جس نے رحمت کا واقعۃً حق ادا کردیا۔ جب کر دیا تو اطاعت کرو گے تو تم رحمت سے حصہ پاؤ گے۔ اطاعت نہیں کرو گے تو اسی حد تک رحمت سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔ اور جب کرو گے تو پھر کوئی اس کی انتہا نہیں ہے رحمت کی "**عرضھا السمٰوات والارض**" ساری کائنات پر جو جنت وسیع ہے وہ جنت تمہارا انعام ہوگی۔

پس اس دنیا کی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی رحمت کو آگے دنیا میں جاری کرنے کے لئے اگر ہم ذریعہ بن جائیں تو یہ ہے "**اطیعوا اللّٰہ و الرسول**" کا معنیٰ اس تعلق میں، یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی رحمت براہ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے کئی صورتوں میں نازل ہوتی ہے جو رحمانیت کی جلوہ گری ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوثر سے یہ رحمت تو تبھی جاری ہوگی اگر ہم پیالے بھر بھر کے آگے لوگوں کو پلائیں گے اور یہ پلانے والے ہیں جو دراصل اس اطاعت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ پس اطاعت کے مضامین بہت سے ہیں اور مختلف قسموں میں پھیلے پڑے ہیں مگر جہاں عنوان "**لعلکم ترحمون**" باندھا گیا یہاں اطاعت بتعلق رحمت ہے اور اطاعت بہ تعلق رحمت اسی طرح ہوگی کہ اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے کوثر سے تمام دنیا کو رحمت کے پیالے بھر بھر کے سیراب کرنے کی کوشش کریں۔ پس دیکھئے وہ مضمون جو گھر کی چار دیواری سے شروع ہوا تھا اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق میں آکر کس طرح اچھل کر صرف شہروں کی حدوں سے ہی نہیں نکلا بلکہ تمام دنیا پہ محیط ہو گیا ہے تمام بنی نوع انسان سے تعلق رکھنے لگا ہے اس لئے اس کی غیر معمولی اہمیت ہے اور تقویٰ تو لازماً ہر چیز میں، ہر فعل میں مضمر ہے۔

"**اعدت للمتقین**" کہہ کر یہ واضح کر دیا گیا کہ رحم دراصل متقیوں پر ہی کیا جائے گا اور رحمت سے حصہ پانا متقیوں کا ہی نصیب ہے تو یہ سارے مضامین آپس میں لپیٹ کر گویا ایک گلدستے کی صورت میں اکٹھے کر دیئے گئے۔ اب اس کی تفصیل کیا ہے۔ چونکہ اطاعت کا تعلق رحمت سے تھا اس لئے اس رحمت کی

تفصیل اب تیسری آیت میں مذکور ہے "الذین ینفقون فی السرآء والضرآء" یہ رحمت مادی بھی ہے اور مادی رحمت بھی وہ رنگ رکھتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی رحمت کے رنگ تھے "ینفقون فی السرآء والضرآء" وہ نہایت خوشحالی کی حالت میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگ دستی کی حالت میں بھی خرچ کرتے ہیں۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو یہ دو دور نصیب ہوئے اور ساری زندگی ہوتے رہے اور پھر بھی آپؐ کے خرچ میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں آئی اور "سرآء" میں خرچ کرنا لوگ سمجھتے ہیں آسان ہے حالانکہ یہ بہت سادگی ہے انسان کی۔ وہی سمجھ سکتا ہے آسان ہے جو انسانی فطرت کے رازوں سے واقف نہیں ہے۔ انسانی فطرت میں جو حرص رکھ دی گئی ہے اس حرص کے نتیجے میں بسااوقات دولت بڑھنے سے کنجوسی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جتنی دولت بڑھتی ہے اتنا ہی انسان خسیس ہوتا چلا جاتا ہے اور روزمرہ کے معمولی معمولی اخراجات جو غریبوں کی حالت سدھار سکتے ہیں ان سے بھی غافل ہو جاتا ہے اور اپنی خود غرضی کا ایک قلعہ تعمیر کرتا ہے جس کے اندر وہ سمٹ کے باقی دنیا سے الگ ہو جاتا ہے۔ تو اس لئے "سرآء" کے اوپر انسان یہ تعجب کرے کہ خوشحال تو خرچ کر ہی دیتے ہیں یہ غلط ہے۔

جو مومن خوشحال ہیں ان کی زندگی پر نہ خوش حالی فرق ڈالتی ہے نہ تنگی فرق ڈالتی ہے۔ جو "اطیعوا اللہ والرسول" کا حق ادا کرنے والے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی طرح مادی قربانیوں میں بھی رحمت کا مظہر اس طرح بنتے ہیں کہ اگر ان کو کم ملا ہو تو پھر بھی اس سے وہ اپنے بھائی کی تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ بلندی سے پانی نیچے کی طرف بہتا ہے ہر انسان جو تنگ دست ہے بسااوقات اس سے بھی تنگ دست دنیا میں ہوتے ہیں اگر وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا سچا غلام ہے تو اس کو نظر رکھنی چاہئے اور اپنے سے تنگ ہاتھ والوں کو، زیادہ محتاجوں کو تلاش کرکے ان کی جستجو میں رہتے ہوئے ان پر خرچ کرے۔ لیکن صرف یہی نہیں بلکہ بعض دفعہ انسان اپنے نفس کی وجہ سے زیادہ تنگ دست ہو جاتا ہے اور ایک شخص اپنے نفس کی وجہ سے غنی رہتا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے تعلق میں یہ بہترین معنیٰ ہے جو صادق آئے گا کیونکہ ہر شخص کی اپنی کیفیت ہے اس کی نسبت سے، اس پر معانی کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا تنگ دستی میں خرچ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ آپؐ کو جب اپنے سے غریب تر ملتا تھا تو اس پر ہی صرف کرتے تھے بلکہ تنگ دستی میں آپؐ کو غنیٰ نصیب تھا اور تنگ دستی میں غنیٰ جو ہے وہ انسان کو امیر کر دیتا ہے۔ "الغنیٰ غنی النفس" امیری تو وہ ہے جو نفس کی میری ہو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اپنے سے زیادہ خوش حال لوگوں کی ضرورتیں پوری فرماتے تھے جب کہ خود بھی تنگ دستی ہو۔ یہ وہ عظمت کردار ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے مرتبے کو تمام عالمین پر محیط کر دیتی ہے اور ان سے بالا کر دیتی ہے۔ وہ شخص جو عام قانون کے برعکس حرکت کرتا ہے، پانی نیچے کی طرف بہتا ہے یہ اوپر کی طرف فوارے کی طرح پھوٹتا ہے اور بلندیوں کو بھی سیراب کر جاتا ہے یہ وہ سیرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا بیان ہے ان آیات میں، جن کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ آپؐ ہی ہیں جو "سراء اور ضراء" میں خرچ کرتے ہیں ورنہ یہ حوالہ کیوں ہوتا "و اطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون"۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی سیرت ہی کا نقشہ ان آیات میں کھینچا گیا ہے اور اسی کی طرف بنی نوع انسان کو بلایا گیا ہے۔

پس جماعت احمدیہ جس نے خدا کے حکم کے ساتھ تمام دنیا کے اخلاق کو درست کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے اس کے لئے اس کے سوا راہ ہی کوئی نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی سیرت کی غلامی اختیار کرے اور یہی غلامی ہے جو اسے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ توفیق بخشے گی کہ اپنے سے اونچوں کی بھی وہ تربیت کریں گے اور اپنے سے نیچوں کی بھی تربیت کریں گے۔ کیونکہ جب وہ سراء کی حالت میں ہوں گے تو پھر تو طبعی طور پر ان کی طرف سے پانی نیچے بہنا چاہئے مگر وہ جو فطرت کی خساست کی روکیں ہیں وہ ان کی راہ نہیں روکیں گی۔ پس ان کا پانی اوپر سے بھی نیچے بہتا ہے، نیچے سے بھی اوپر بہتا ہے۔ یہ رحمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا نقشہ ہے جو ان آیات میں وضاحت کے ساتھ کھینچا گیا ہے۔

اور پھر اس مضمون کو خدا تعالیٰ آگے بڑھاتا ہے "والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس" اپنے غیظ کو وہ پی جاتے ہیں کیونکہ سختی اور مسلسل شفقت اکٹھے نہیں چلا کرتے۔ اور اس کا تعلق "ضراء" سے بھی ہے کیونکہ ان کا جو رحم ہے وہ ان کی طرف بھی جاری ہوتا ہے جو ان کو غیظ دلاتے ہیں۔ پس یہ مضمون ایک نئے دائرے میں پھیل گیا ہے۔ وہ شفقتوں اور رحمتوں کے اس مضمون سے اب یہ تعلق رکھتا ہے جو عام انسانی اخلاق سے وابستہ ہیں اور ان کا صرف مالی قربانی سے تعلق نہیں ہے اب یہ اخلاقی مضمون بن گیا ہے۔ "والکاظمین الغیظ" جب ان کو کوئی نقصان پہنچاتا ہے اور غصے کا حق دیتا ہے، اس کا جواز دیتا ہے اس وقت اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ اپنے غصے کو روک لیتے ہیں اور ان لوگوں سے حسن سلوک سے رکتے نہیں جن سے حسن سلوک ان کے لئے رحمت کا موجب بن سکتا ہے۔

اب یہ جو حصہ میں نے داخل کیا ہے "ان لوگوں سے حسن سلوک سے رکتے نہیں جن کے لئے ان کا حسن سلوک رحمت کا موجب بن سکتا ہے" اس نے اس مضمون میں ایک ایسی وسعت بخشی ہے، اس بات نے جو دراصل حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی سیرت سے تعلق رکھنے والی بات ہے اور قرآن نے خود یہی تعریف فرمائی ہے اور اس خطبے کے آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے میں آپ کو بتاؤں گا کہ یہ مضمون اس میں داخل ہے۔ "کاظمین الغیظ" اس موقع پر بنتے ہیں جہاں غصے کا ضبط کرنا اس شخص کے لئے فائدہ مند ہے جس کے مقابل پر غصے کو ضبط کیا جا رہا ہے۔ جہاں اس کے لئے نقصان دہ ہے وہاں غصے کو ضبط نہیں کرتے۔ "والعافین عن الناس" میں عفو کا وہی مضمون ہے جو میں پہلے خطبے میں تفصیل سے بیان کر چکا ہوں اس کا مطلب صرف بخشنا نہیں جیسا کہ عام طور پر ترجمے میں کر دیا جاتا ہے، کاظمین سے تعلق ہے اس کا۔ کاظمین میں غصہ ضبط کیا جاتا ہے جب کہ وہ شدت کے ساتھ پھوٹ پڑنے پر تیار ہو اور عفو اس سے پہلے کا مضمون ہے کہ وہ عام طور پر لوگوں سے درگزر بھی کرتے ہیں۔ اب ان دونوں کا بہت گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ ایک انسان میں بیک وقت ان دونوں باتوں کا ہونا ممکن ہے مگر ایک اس دوسرے سے الگ نہیں کی جاسکتی۔ بیک وقت ہونا تو ممکن ہے کیونکہ وہ لوگ جو عافین کے عادی نہ ہوں وہ کاظمین الغیظ ہو ہی نہیں سکتے، ناممکن ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں جو چھوٹے بہت قصور ہوتے رہتے ہیں ان سے اگر انسان نظریں نہ پھیر سکے اور اس کے برعکس مین میخ نکالنے کا عادی ہو، وہ لوگوں کے قصوروں کی تلاش میں رہے ایسے لوگ ہمیشہ اپنی زندگی کو برباد کرتے رہتے ہیں، لوگوں کے لئے رحمت کا موجب بننے کی بجائے ان کے لئے ایک عذاب کا موجب بنے رہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اصلاح کی خاطر یہ کر رہے ہیں مگر اصلاح کا حق خدا نے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو اس سیرت کے ساتھ دیا ہے جو اللہ نے آپ کو عطا کی ہے اور اس سیرت سے ہٹنے کے بعد کسی کو کوئی اصلاح کا حق نہیں رہتا، اصلاح کی مقدرت نہیں رہتی، توفیق ہی نکل جاتی ہے ہاتھ سے۔

پس یہ وہ صورت حال ہے جس کو آپ کو سمجھنا چاہئے گہری نظر سے۔ کیونکہ ان اخلاق کو اپنانے کے لئے جب تک ان کی معرفت نہ ہو، ان کی گہرائیوں سے انسان واقف نہ ہو، تفاصیل پیش نظر نہ ہوں تو ان چیزوں کو اپنی ذات میں جاری کرنا آسان نہیں ہوا کرتا، پس "عافین عن الناس" آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا ایک طبعی فطری اظہار تھا جس میں کسی بناوٹ کی کوئی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ فطری اظہار خودرو اظہار کی طرح ہوتا ہے اور اس میں کسی بناوٹ کی کوشش کی ضرورت نہیں پڑتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم "عافین عن الناس" طبعاً تھے لیکن "کاظمین الغیظ" کے لئے کوشش کی ضرورت ہے اور جد و جہد کی ضرورت ہے اور وہ اسی کو نصیب ہو سکتی ہے جو عفو کا عادی ہو۔

پس عفو سے مراد ان روزمرہ کی باتوں میں، ان قصوروں میں نظر ہٹا لینا ہے جن قصوروں سے کوئی بھی انسان حقیقت میں آزاد نہیں سوائے اس کے کہ اللہ کی اس پہ خاص رحمت ہو۔ تو ان کا مزاج یہ نہیں ہوتا کہ سوسائٹی میں لوگوں کے قصوروں کی تلاش کرتے رہتے ہیں، اس نے تو یہ کر دیا، اس نے تو وہ کر دیا، جو قصور ان کے سامنے خود ابھر آتے ہیں ان سے بھی نظر پھیرتے ہیں۔ اب یہ "و لا تجسسوا" والے مضمون کی ایک اعلیٰ صورت بیان فرمائی گئی ہے۔ عفو تجسس کے برعکس مضمون ہے۔ تجسس کا مطلب ہے تلاش کرکے معلوم کرو وہ کیا کرتا رہتا ہے اندر بیٹھا ہوا اور گھر میں بھی یہی خرابیاں ہیں جو بہت سی بڑی خرابیوں کو جنم دیتی ہیں، پیدا کرتی چلی جاتی ہیں۔ اگر کوئی بیوی خاوند کے نقائص کی جستجو میں رہے تو اس کی زندگی ویسے ہی حرام ہو جاتی ہے۔ وہ سوچتی رہتی ہے خاوند باہر گیا تھا تو پتہ نہیں کیا کر رہا ہے وہاں بیٹھا اور کس کے گھر گیا تھا اور کیوں گیا تھا اور ساس بہو کی غلطیوں اور قصوروں کی تلاش میں رہتی ہے۔ بہو بہانے نکالتی ہے کہ کس طرح اپنے خاوند کا دل اس کی ماں سے توڑ

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون 649-04524

STAR CHAPPALS
☎ 5457153
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

A.S. BINNING
Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning
Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

کر جدا کرے یہ بتانے کے لئے کہ اس کی ماں یہ یہ کام کرتی ہے۔ یہ جو عادتیں ہیں یہ مہلک ہیں انسانی زندگی کے لئے، انسانی عمل کے لئے مہلک ہیں ان کو یہ وعدہ کیسے خدا دے سکتا ہے "عرضھا السموٰت والارض" ایسی جنتوں میں ہے "عرضھا السموات والارض" کہ اس کا پھیلاؤ تمام کائنات کے برابر، اس پر پھیلا پڑا ہے۔ گھر کی جنت تو نصیب نہیں ہو سکتی وہ بے چارے باہر کی جنت کا تصور ہی نہیں کر سکتے ان میں اہلیت ہی نہیں پیدا ہوتی، خدا کیسے جھوٹے وعدے کرے گا ان سے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی پیروی کے نتیجے میں لامتناہی ترقیات کے رستے کھلتے ہیں اور سب سے بڑی جزا اللہ کی محبت کی جزا ہے۔

اس لئے اگرچہ مضمون پھیلا ہے مگر گھر کے حوالے سے پھر آپ کو یاد کرانا پڑتا ہے کہ "عافین عن الناس" تجسس کے برعکس صورت حال ہے۔ تجسس سے صرف نظر کریں، لوگوں کے حالات میں ڈوب کر ان کی برائیاں تلاش نہ کریں۔ اور وہ برائیاں جو از خود ابھر کر آپ کے سامنے آتی ہیں جہاں تک ممکن ہے ان سے عفو کا سلوک کریں۔ اور یہ جو "کاظمین الغیظ" میں میں نے کہا تھا اگر وہ اصلاح ممکن ہو تو پھر ایسا کریں اس عفو کے حوالے سے قرآن کریم میں دوسری جگہ بالکل واضح طور پر بیان فرما دیا ہے۔ "فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ" عفو کرتے ہیں مگر بغیر کسی شرط کے نہیں کرتے "من عفا و اصلح" وہ جس نے عفو اس طرح کیا کہ اس کے نتیجے میں لازماً اصلاح ہوتی ہے اس کا اجر اللہ کے پاس ہے۔ جو عفو اس طرح کرے کہ اصلاح کی بجائے بدی کا حوصلہ بلند ہو جائے اور جرائم زیادہ پھیل جائیں وہ عفو ہرگز خدا تعالیٰ کو پسندیدہ نہیں۔

تو "کاظمین الغیظ" اور "عافین عن الناس" کا یہ مضمون ہے جو یہاں بیان ہوا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے اسوہ سے سیکھو۔ آپ کا عفو غالب تھا مگر اس شرط کے ساتھ کہ اگر اصلاح ہوتی تھی تو عفو فرماتے تھے، اگر اصلاح نہیں ہوتی تھی تو عفو نہیں فرماتے تھے اور اگر اس پر بنیاد ہے "کاظمین الغیظ" ہونے کی تو لازماً یہ مضمون وہاں بھی پھیل جائے گا، وہاں تک بھی جا پہنچے گا۔ غصہ ضبط کیا جاتا ہے جہاں تک ممکن ہے کہ غصہ ضبط کرنے سے اصلاح ہو تو لازم ہے کہ غصہ ضبط کرو اور اگر غصہ ضبط کرنے سے جرم کی حوصلہ افزائی شروع ہو جائے اور بغاوت پھیل جائے تو ایسا غصہ ضبط کرنا تو حد سے بڑی حماقت ہے۔

پس رحمت کے باوجود غصہ ضبط کرنا، لیکن رحمت کے تقاضوں کے خلاف غصہ ضبط نہیں کرنا یہ ہے وہ رحمت کا مضمون جو بڑی وضاحت سے قرآن کریم نے پیش فرمایا اور ایک دوسری آیت کو بھی حل کر دیتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اشداء علی الکفار رحماء بینھم"۔ فرمایا وہ دشمنوں پر "اشداء" اس لئے نہیں ہیں کہ وہ سخت گیر لوگ ہیں، بدتمیز اور بدمزاج لوگ ہیں۔ باوجود رحیم ہونے کے پھر بھی "اشداء علی الکفار" ہیں اور اس سے بہتر ترجمہ یہ ہوگا کہ رحمت کی وجہ سے "اشداء علی الکفار" ہیں۔ اور یہی وہ ترجمہ ہے جو اس آیت کے حوالے سے میں کر رہا ہوں یعنی ان کی رحمت کا تقاضا ہے کہ جہاں سختی ہو، سختی کی ضرورت ہو اور سختی کے بغیر اصلاح ہو نہ سکتی ہو اور سختی نہ کی جائے تو نہ اس شخص پر رحم ہے جو بغیر اصلاح کے آزادانہ دندناتا پھرے گا، نہ اس دنیا پر رحم ہے جو اس سے نقصان اٹھائے گی۔ تو "کاظمین الغیظ" اور "عافین عن الناس" کا یہ مضمون ہے جو دوسری آیات کے حوالے سے ہم پر کھل جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم خود بھی ایسے تھے، اپنے صحابہ کو بھی ایسا ہی بنا دیا یعنی ان لوگوں کا ذکر چل رہا ہے "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم" تو قرآن کریم کی جس آیت کی طرف سے بھی آپ داخل ہوں اسی جنت میں داخل ہوتے ہیں جس کے ارض و سماء ساری کائنات پر پھیلے پڑے ہیں۔ اندر وہ ساری چیزیں آپ کو دکھائی دینے لگیں گی۔ اور ہر آیت بنیادی طور پر ایک ہی اصل کے تابع چلتی ہے اور آپس میں آیات کا کوئی تضاد کہیں نہیں بلکہ ایک دوسرے کو سمجھنے میں ممد اور مددگار بن جاتی ہیں۔ پس اس لحاظ سے "عافین عن الناس" کا مضمون سمجھیں اور پھر جو تربیت کی توفیق آپ کو ملے گی وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سارے بنی نوع انسان کی تربیت کی طاقت رکھے گی۔ اب یہ بات بھی بہت اہم ہے سمجھنے والی کیوں کہ ہر انسان اگر اپنے مزاج کے مطابق تربیت کرے یا اپنے قومی مزاج کے حوالے سے تربیت کرے تو اپنی قوم کا مزاج کسی حد تک درست کر سکتا ہے مگر دوسری قوموں کا مزاج درست نہیں کر سکتا اس کے لئے عالمی مزاج کی ضرورت ہے۔ اور عالمی رسول کے تابع ہو کر عالمی مزاج پیدا کئے بغیر آپ بنی نوع انسان کی بحیثیت بنی نوع انسان تربیت کرنے کے مستحق نہیں ہو سکتے بلکہ آپ کی تربیت نسبتی رہے گی۔ ایک قوم کی تربیت کر رہے ہیں دوسری کی بگاڑ رہے ہیں۔ ایک قوم کا حق ادا کر رہے ہیں دوسرے کا چھین رہے ہیں۔

تو عالمی حوالہ ضروری ہے تربیت کیلئے اور جب عالمی حوالے کی بات کریں گے تو ایک ہی حوالہ ہے یعنی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم جنہوں نے اللہ کے بعد اس دنیا میں اللہ کی ان صفات حسنہ کو اپنا لیا کہ گویا ایک خدا نما وجود بن گئے۔ خدا تو نہیں تھے مگر آپ کی صفات میں خدا دکھائی دینے لگا اس لئے آپ کی اطاعت لازم ہے۔ ورنہ براہ راست اللہ کی اطاعت کا حکم ہوتا تو بظاہر بہت اچھی بات ہوتی کہ بس اللہ کی اطاعت کرو، کیا پتہ اللہ کی اطاعت کیسے ہوتی ہے، کیسے کریں گے، ہر شخص اپنے مزاج کے مطابق اللہ کو جو سمجھتا ہے وہی کرتا پھرتا ہے تو قرآن کریم نے یہ احتیاط برتی اور بڑی سختی کے ساتھ اس پر کاربند رہا اور ہمیشہ کے لئے کاربند ہے، اللہ کے ساتھ رسول اللہ کو جوڑا ہے جب بھی اطاعت کی بات ہوئی ہے "اطیعوا اللہ و الرسول" اور یہ بتانے کے لئے کہ تمہیں محمدؐ رسول اللہ کو سمجھے بغیر، آپؐ کی صفات پر غور کئے بغیر، آپؐ کے حوالے کے بغیر اللہ کی اطاعت کا مضمون سمجھ آ ہی نہیں سکتا اس لئے ان سے سیکھو، ان کے پیچھے چلو پھر تم پر ہر مضمون روشن ہو جائے گا خواہ وہ تقویٰ کا ہو، رحمت کا ہو اور بنی نوع انسان سے تعلقات کا مضمون ہو یعنی اس مضمون کو جس دائرے پر پھیلائیں گے سختی کا مضمون ہو، شفقت اور رحمت کا نرمی کا مضمون ہو ہر مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے انسان پر روشن ہوتا چلا جائے گا۔

"واللہ یحب المحسنین" اب متقین سے جو بات شروع ہوئی ہے وہ محسنین پر جا پہنچی ہے۔ متقی میں غلط باتوں سے بچنے کا مضمون زیادہ پایا جاتا ہے یعنی ایک ایسا شخص جس سے کسی کو نقصان نہ پہنچے یا جو خود دوسرے سے نقصان نہ اٹھائے۔ محسن کا مطلب یہ ہے کہ وہ احسان کرتا چلا جاتا ہے ہر طرف یعنی نقصان تو درکنار اس سے کسی کو نقصان نہیں پہنچ سکتا مگر محض یہی اس کا تشخص نہیں ہے وہ ایک محسن کے طور پر ابھرتا ہے اور ہر طرف احسان پھیلاتا چلا جاتا ہے اور "سراء" اور "ضراء" والے مضمون نے اس احسان والے مضمون کو پہلے ہی کھولا تھا مگر "واللہ یحب المحسنین" نے اس کو ایک اور عظمت بخش دی۔ فرمایا تم کرو گے جنت کی خاطر، یہ بھی ایک چیز ہے مگر جو اعلیٰ درجے کے مومن ہیں وہ اللہ کی محبت کی خاطر ایسا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ہمیں تو نیکیوں کا مزہ ہی اس بات میں ہے کہ اللہ کی محبت ملے۔ فرماتے ہیں اگر اللہ کی محبت کا چسکا پڑ جائے تو نیکیوں کی اگر یہ سزا ہوتی کہ اللہ کی محبت تو ملے گی لیکن جہنم کی تکلیفیں بھی ہوں گی تو ہم خوشی سے جہنم قبول کر لیتے۔ پس یہ وہ مضمون ہے جو اپنے معراج کو پہنچایا گیا ہے یہاں۔ متقین سے بات شروع ہوئی، حقوق کی ادائیگی سے بات شروع ہوئی، حقوق تلف نہ کرنے کی بات شروع ہوئی، باوجود تکلیف اٹھانے کے لوگوں پر احسان کی بات شروع ہوئی، یہ سب تقویٰ کی باتیں ہیں یعنی تقویٰ سے پھوٹتی ہیں مگر اس میں حوالہ صرف یہ ہے کہ ہمیں جنت ملے یعنی تقویٰ کی ترقی یافتہ حالتیں ہی احسان ہیں دراصل، مگر حوالہ جنت کا تھا۔ تم چاہتے ہو کہ وسیع جنت مل جائے، ساری کائنات پر پھیلی ہوئی تو یہ کام کرنا مگر اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی غلامی میں عفو کے اور احسان کے اور برمحل غصے کے اور برمحل سزا کے مضامین سیکھ لو گے اور نیت یہ ہوگی کہ اس سے اللہ کی محبت نصیب ہو تو پھر تم محسن بن جانا یعنی ہمیشہ تم سے احسان ہی ہو لوگوں کو، تمہاری طرف سے لوگوں کو احسان ہی پہنچے تب یاد رکھنا کہ اللہ محسنین سے محبت کرتا ہے تو یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو ایک محسن اعظم کے طور پر بھی پیش فرمایا گیا ہے جو دراصل رحمۃ للعالمین کی ایک دوسری صورت ہے۔

اب میں احادیث کے حوالے سے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالے سے چند اور باتیں اسی مضمون سے تعلق رکھنے والی کھولتا ہوں۔ مسند احمد سے یہ روایت لی گئی ہے۔ حضرت معاذ بن انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ تو قطع تعلق کرنے والے سے تعلق قائم رکھے اور جو تجھے نہیں دیتا اسے بھی دے اور جو تجھے برا کہتا ہے اس سے تو درگزر کر۔ یعنی عفو کا مضمون ہے درگزر کرنے کے معنوں میں کہ برا کہتا ہے، بدلہ نہ لو اور برداشت کر جاؤ اور یہ برداشت کرنا عفو کی، یہی انتہائی غصے کو برداشت کرنے کی پہلی منزل بنتا ہے اس کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

"جو تجھے نہیں دیتا اسے بھی دے" یعنی اپنی عطا کو دوسروں سے لینے کے حوالے سے کبھی نہ باندھو چنانچہ قرآن کریم نے اس مضمون کو دوسری جگہ کھولا ہے "لا تمنن تستکثر" اس وجہ سے کبھی احسان نہ کرو کہ تم زیادہ حاصل کر لو۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مضمون اس طرح بے نفسی کا مضمون ہے کہ خدا سے بھی توقع نہ رکھو بلکہ پھینک دو چیز، یہ غلط ہے۔ کیونکہ "تمنن" کے بعد "تستکثر" کی

لو لاک لما خلقتُ الافلاک

ترجمہ۔ (اے محمد ﷺ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا۔ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

منجانب۔ محتاج دُعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

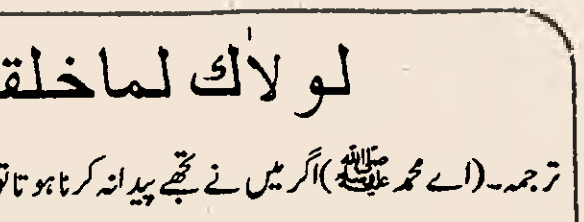

MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

نہی ہے۔ اللہ پر تو آپ احسان کر ہی نہیں سکتے، ناممکن ہے۔ تو اسی کی عطا کے تابع ہے اس کی عطا سے باہر جاکیسے سکتے ہیں اس لئے اس سے اور بھی مانگیں تو تب بھی آپ اس کی عطا کے نیچے رہیں گے۔ پس جب اللہ فرماتا ہے کہ میری خاطر خرچ کرو گے تو تمہیں زیادہ ملے گا تو اس میں اگر کسی انسان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ میں خرچ کروں تاکہ اللہ مجھے زیادہ دے تو یہ بدخلقی نہیں ہے "لا تمنن تسکثر" سے اس کا کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔

محمدؐ رسول اللہ کو سمجھے بغیر ، آپؐ کی صفات پر غور کئے بغیر ، آپ کے حوالے کے بغیر اللہ کی اطاعت کا مضمون سمجھ آ ہی نہیں سکتا۔

"تمنن" اور "تستکثر" سے اگر کوئی اس کا ٹکراؤ دکھائی دے سکتا ہے تو صرف ایک موقع پر۔ اگر انسان کسی پر احسان کرے اور اس وجہ سے صرف کرے کہ اللہ اسے زیادہ دے وہی چیز تو یہ اعلیٰ درجے کی نیکی نہیں رہے گی کیونکہ پھر جب خدا اس کو دنیا میں کچھ دے دے گا تو اس کا حساب پورا ہوگیا اس سے بھی زیادہ مل گیا اور بات ختم ہو گئی۔ تو اگر انسان اس وجہ سے خرچ کرے کہ رضائے باری تعالیٰ نصیب ہو تو وہی محسن والا مضمون "واللہ یحب المحسنین" یہ اس پر صادق آئے گا تو اگرچہ ظاہری طور پر تو "لا تمنن تستکثر" کا مضمون یعنی احسان نہ کرو، کسی کو ممنون نہ کیا کرو اس نیت سے کہ تم زیادہ لو اس کا پہلا قدم یہ ہے کہ جب تم بنی نوع انسان میں کسی کے ساتھ حسن سلوک کرو، کچھ اسے دو تو ہرگز اس سے زیادہ لینے کی کوئی بھی خواہش تمہارے دل میں نہ ہو۔ نمبر دو، اگر ہو تو اللہ سے لینے کی خواہش ہو کیوں کہ وہ تمہارے زیر احسان نہیں آسکتا، "من" کے نتیجے میں۔ "من" تم نے کسی اور پہ کی ہے، اللہ سے لے رہے ہو یہ جائز ہے، گناہ نہیں ہے مگر اگر نظر مادے پر ہی ٹھہر گئی اور مادی جزا ہی تمہارا مقصود بن گئی تو اتنا ہی ملے گا۔

چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے جو اللہ سے یہ کہتا ہے کہ مجھے اس دنیا کی حسنہ عطا کرے اسے دنیا کی حسنہ ہی ملتی ہے پھر آخرت کی حسنہ نہیں ملتی۔ اور مومنوں کو یہ سکھایا "ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃً و فی الاخرۃ حسنۃً و قنا عذاب النار"۔ تو کبھی بھی اپنے احسان کو محض مادی فوائد کی توقع سے خواہ وہ خدا سے ہوں باندھا نہ کرو۔ بلکہ اس کو ان سے وابستہ نہ ہی کرو تو بہتر ہے کیونکہ اگر بے تعلق کرلو گے مادی فوائد سے چاہے وہ خدا کی طرف سے عطا ہوں تو پھر تمہاری نظر زیادہ بلند ہو جائے گی اور مادی فوائد تو اللہ نے دینے ہی دینے ہیں اس لئے جو چیز بن مانگے مل جانی ہے خواہ مخواہ اس میں مانگنے کی ضرورت کیا ہے اس چیز کو مطمح نظر بنانے کی کیا ضرورت ہے جو بغیر مطمح نظر بنائے اللہ نے اپنی طرف سے دے ہی دینی ہے۔ تو اسی لئے جب مومن کسی پر احسان کرتے ہیں اور وہ شکریہ ادا کرتا ہے تو قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ ان کو جواب میں کہتے ہیں کہ ہمارا شکریہ ادا نہ کرو "لا نرید منکم جزآءً و لا شکوراً"۔ ہم تم سے نہ جزاء چاہتے ہیں نہ شکریہ چاہتے ہیں کیونکہ یہ ہم نے جو کچھ کیا تھا یہ جزاء کے تصور سے کیا ہی نہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے تصور سے کیا ہے۔ پس رضائے باری تعالیٰ اگر مقصود رہے تو شکریہ تو رکنے ہی نہیں ہیں، پھر بھی آئیں گے۔ شکریہ تو کوئی روک نہیں سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ بنی نوع انسان کو ہدایت کر دی ہے کہ تم شکریہ ادا کیا کرو۔ اس لئے شکریہ کی مناہی نہیں ہے بلکہ شکریہ تو سکھایا گیا ہے، قبول کرنے کی مناہی ہے کیونکہ جو شکریہ قبول کرتا ہے اس کا نفس موٹا ہو جاتا ہے، اس کی نیت کی پاکیزگی میں فرق آجاتا ہے اور اسے شکریوں کے ہی چسکے پڑ جاتے ہیں، انتظار کرتا رہتا ہے کہ میں نے یہ کیا تھا ابھی تک شکریہ کا خط نہیں آیا۔ ابھی تک اسے قبول نہیں کیا گیا اور یہ مجھے نہیں پتہ چلا کہ میرے زیر احسان آیا ہے کہ نہیں وہ شخص۔ یہ تصور ہی جھوٹا اور باطل ہے۔ شکریہ سے ایسے بے نیاز ہو جاؤ کہ جس کو اردو میں یوں ظاہر کیا ہے "نیکی کر دریا میں ڈال" اس طرح نیکی کرو کہ گویا دریا میں غرق ہوگئی۔ پتہ ہی نہیں پھر وہ گئی کہاں۔ انسانی لاشیں بھی نہیں ملتیں دریاؤں سے بعض دفعہ، نیکیاں کہاں ڈھونڈتے پھرو گے پھر۔ تو یہ وہ "لا تمنن تستکثر" کا مضمون ہے جس کا اسی مضمون سے گہرا تعلق ہے کہ تم جب احسان کرو تو اس احسان کے بدلے میں نہ بندے سے جزاء چاہو، نہ اس لئے احسان کرو کہ اللہ تعالیٰ وہی مادی جزاء تمہیں اس دنیا میں دے دے، نہ اس لئے احسان کرو کہ وہ تمہارا شکریہ ادا کریں اور تمہارے نفس کو مطمئن کریں کہ ایک چیز تمہارے ہاتھ سے نکلی اس کی دوسری قدر تمہارے ہاتھ میں واپس آگئی۔

پس حقیقت میں شکریہ کا مضمون ذات باری تعالیٰ کی خاطر نیکیوں سے تعلق نہیں رکھتا کیونکہ بنی نوع انسان بسا اوقات صرف اس لئے احسان نہیں کرتے کہ زیادہ ملے اس لئے کہ ان کی طبیعتوں میں نفاست پیدا ہو چکی ہوتی ہے مادے کے مقابل پر وہ جوابی شکریہ اور جوابی محبت کو زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس لئے بظاہر وہ بے لوث خرچ کر رہے ہیں مگر حقیقت میں بے لوث خرچ نہیں کیا کرتے۔ پنجابی کا محاورہ کئی دفعہ میں نے آپ کو سنایا ہے اور اس موقع پر پھر بھی یاد آجاتا ہے کہ "ستے پتر دا مونہہ کی چمناں" مائیں کہتی ہیں جب بیٹا سویا پڑا ہے اس کا مونہہ چوم کے ہم کیوں اپنا وقت ضائع کریں اس کو پتہ ہی نہیں لگتا تو ہمیں کیا فرق پڑتا ہے لیکن اللہ کی خاطر ستے پتر کے مونہہ بھی چومے جاتے ہیں۔

وہ بنی نوع انسان جو غافل ہے محمدؐ رسول اللہ اس کے بھی محسن بن گئے، ان کے لئے بھی بے انتہا رحمت بن گئے، ان کے لئے "کاظمین الغیظ" تھے جو ہر وقت آپؐ کو دکھ پہنچاتے تھے۔ وہ جن کے لئے "کاظم الغیظ" تھے، وہ وہ تھے جو ہر وقت آپؐ کو دکھ پہنچاتے تھے اور رحمت کا جو سلسلہ ہے وہ پھر بھی ان کے حق میں جاری رہا۔ اس طرح جاری رہا کہ ان کے حق میں جب اور کچھ پیش نہیں گئی تو دعائیں کرنا شروع کردیں اگر عفو نے کام نہیں کیا، اگر درگزر نے کام نہیں کیا، اگر نصیحت نے کام نہیں کیا تو پھر باری تعالیٰ کے حضور جھک گئے۔ کہا اے خدا میں تجھ سے رحمت مانگتا ہوں میری پیش نہیں جاتی میرا بس نہیں چلتا۔ تو اس سے بڑا دنیا میں جیسا کہ محاورہ ہے ستے پتروں کے مونہہ چومنے والا اور ہو کون سکتا ہے، ناممکن ہے۔ مائیں تو پتر کا مونہہ بھی نہیں چومتیں۔ محمدؐ رسول اللہ تو ان کے مونہہ چومتے رہے اپنی رحمت کی وجہ سے جو غفلت میں سوئے ہوئے تھے اور جو آئندہ نسلوں میں کبھی پیدا ہونے تھے مختلف زمانوں میں، مختلف مکانوں میں، مختلف ممالک میں، مختلف رنگ و نسل میں۔ ان کے لئے بے قرار رہے، ان کے لئے دعائیں کرتے رہے تو یہ وہ رحمت کی عالمی حیثیت ہے جس کی جزاء لازماً یہ ہونی چاہئے کہ ایسی جنت کہ "عرضھا السموات والارض" کہ سارے زمین و آسمان پر وہ محیط ہو مگر یہ بھی کافی نہیں ہے کیونکہ یہ کرتے تھے تو رضائے باری تعالیٰ کی خاطر۔ اس لئے "واللہ یحب المحسنین" سے بہتر کوئی عنوان نہیں ہو سکتا، کوئی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی پیروی کے نتیجے میں لامتناہی ترقیات کے رستے کھلتے ہیں اور سب سے بڑی جزاء اللہ کی محبت کی جزاء ہے اس سے بڑی اور کوئی جزاء نہیں۔ تو محبت کی خاطر یہ کام کرو گے تو تھکو گے نہیں۔ ایک اور فائدہ اس کا یہ ہے اور اس مضمون پر بھی میں کئی دفعہ روشنی ڈال چکا ہوں مگر جیسا کہ مجھے رؤیا میں بتایا گیا کہ بعض چیزیں ہیں جو تکرار کی خاطر نہیں اصرار کی خاطر کرنی پڑیں گی۔ یعنی تکرار کرتے ہو اگر اس غرض سے کہ تمہارا اصرار ہو کہ تم نے ضرور یہ بات پہنچا کے چھوڑنی ہے تو یہ اصرار جائز اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہے اور اسے تکرار نہیں کہا جا سکتا۔

تو اس پہلو سے میں آپ کو پھر سمجھاتا ہوں کہ "واللہ یحب المحسنین" نے ہمیں کوششوں کو آسان کرنے کی راہ بھی دکھلا دی ہے۔ یہ کام جو بتائے گئے ہیں بڑے مشکل کام ہیں غصے کی حالت میں بھی اپنے دل میں ضبط کرو اور پھر عفو کے تعلق میں بھی اس وقت درگزر نہیں کرنی جب خطرہ ہو کہ یہ درگزر کسی کو باغی بنادے گی۔ کتنے باریک مضامین ہیں اور ہر شخص کی دسترس میں نہیں کہ ان کو پوری طرح سمجھ کر ان کا حق ادا کر سکے اور پھر دقتیں بھی بڑی ہیں اس راہ میں، غصہ برداشت کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ غصے کی حالت میں انسان بے اختیار دوسرے کو گالی دے جاتا ہے، تھپڑ مار دیتا ہے۔ دوسرے دن پھر آکے معافی بھی مانگنی پڑتی ہے، فون بھی کرنے پڑتے ہیں کہ معاف کرنا کل غصے کی حالت میں ہم سے یہ ہو گیا تھا، اب آپ ہمیں معاف کردیں تو اس سے تو معافی اس وقت مانگی جا رہی ہے جب اس کا دکھ کا حال کچھ خود بخود ہی ٹھنڈا پڑ چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ غصے کی حالت میں تم معاف کیا کرو، اس وقت کوئی کلمہ نہ نکالا کرو تو کوئی آسان کام تو نہیں ہے مگر محبت ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے۔ اگر اللہ کی محبت کی خاطر ہو تو یہ

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر۔ 629443

C.K ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOOD FURNITURE
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR
ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA
چیف کوچ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر انڈیا۔ حیدر آباد
وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی تمام ایکسر سائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم
تندرستی ہزار نعمت ہے
M. A. SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18-2-888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST- 500253 HYDERABAD (A.P.) INDIA
Ph. 040-219036 PAGER: 040-9612-14619 FAX: 040-239408

چیزیں آسان ہوں گی۔ اگر جزاء کی خاطر ہوں تو پھر بھی کسی حد تک آسان ہو جاتی ہیں مگر محبت میں تو کوئی حد ہی نہیں ہے۔ پیار کی خاطر سب سودے آسان ہو جاتے ہیں۔ سب قربانیاں معمولی اور ہلکی دکھائی دیتی ہیں۔ اور اس کے نتیجے میں پھر کوئی چیز بڑی رہتی ہی نہیں خواہ جتنی بڑی قربانی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو عاجزی کا آخری مقام نصیب ہوا ہے۔ آپؐ نے جو کچھ بھی کیا اللہ کی محبت میں کیا اور اللہ کی محبت کی جزاء اتنی زیادہ تھی کہ جو کیا وہ کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا اور جو تکلیفیں اٹھائیں وہ اس محبت کی وجہ سے آسان اور کچھ بھی نہ رہیں، باقی ہی نہ رہیں گویا کہ۔ تو اس لئے جب حضور اکرمؐ راتوں کو کھڑے ہو کر ساری ساری رات خدا سے بخشش طلب کیا کرتے تھے، فضل مانگا کرتے تھے تو یہ مضمون ان کو سمجھ آ ہی نہیں سکتا جو اس محبت کے مضمون اور اس عجز کے مضمون کو نہ سمجھیں جو محبت کے نتیجے میں پیدا ہونا لازم ہے۔ اللہ سے محبت کی خاطر جو کچھ کیا، کیا اور محبت کی جزاء ایسی نازل ہوئی کہ آپؐ کے سارے وجود کو اس نے لپیٹ لیا۔ ساری زندگی محمدؐ رسول اللہ کی خدا کی گود میں پلی ہے تو پھر جو کچھ کیا تھا وہ تو لگتا تھا کچھ بھی نہیں ہوا، تکلیف کونسی پہنچی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں

ابتداء سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثل طفل شیر خوار

تو نے تو مجھے گود سے اتارا ہی کبھی نہیں۔ جس طرح ایک دودھ پیتا بچہ ہے وہ ماں کی گود میں رہتا ہے اور وہی اس کی جنت ہے میں اس تیری گود میں پلا ہوں، غیر کے دکھ مجھے پہنچ ہی نہیں سکتے تھے یعنی پہنچے تو بے ضرر ہو کر پہنچے تیری حفاظت میں، مجال تھی کسی غیر کی کہ مجھے حقیقی دکھ پہنچا سکے، پہنچاتے رہے مگر تیری محبت ان کو رحمت میں تبدیل فرماتی رہی اور تسکین قلب میں تبدیل فرماتی رہی۔

پس محبت کے مضمون کو سمجھ کر اس راہ میں قدم آگے بڑھائیں گے تو ہر مشکل آسان ہوتی چلی جائے گی اور ہر مشکل کی جزاء ملتی چلی جائے گی ورنہ غصے گھونٹنا بڑا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ مجھ سے ایک شخص نے نفسیاتی نقطہ نگاہ سے یہ سوال اٹھایا تھا کہ اسلام نے جو یہ تعلیم دی ہے تو بڑی مصیبت ہے اس سے تو کئی قسم کی نفسیاتی بیماریاں پیدا ہو جائیں گی کہ تم اپنے غصے ضبط کرو، اپنی خواہشات ضبط کرو۔ تو وہ نفسیات کا ماہر تھا اس نے کہا ہم جانتے ہیں کہ ایسا کرنے سے انسان کو طرح طرح کی نفسیاتی بیماریاں ہو جاتی ہیں۔ میں نے کہا ان کو ہوتی ہیں جو غصے ضبط کرتے ہیں جو اپنے نفس کی خاطر کچھ کرنے سے محروم رہتے ہیں تو احساس محرومی ہے اور ایک غصہ اتارنے کا موقع ہے مگر مجبوری سے ضبط کیا جاتا ہے اور اترتا نہیں ان کو بیماریاں لگا کرتی ہیں۔ جو بالارادہ غصہ ضبط کرتے ہیں ان کو بیماریاں نہیں لگا کرتیں۔ پس جو کھولتے رہتے ہیں دل چاہتا ہے کہ غصے کو اتارنے کا موقع ملے تو پھر ہم یوں ڈسیں اور یوں بدلے اتاریں وہ ذہنی مریض ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے اگر نفسیات نے، میں نے کہا، آپ کو یہ پڑھایا ہے تو غلط پڑھایا ہے، بالکل غلط ہے انسانی نفسیات کا یہ نظریہ کہ اپنے شوق سے، دسترس رکھتے ہوئے، چاہتے ہوئے آپ اپنا ہاتھ روک لیں تو آپ نفسیاتی مریض بن جائیں گے۔ نفسیاتی مریض نہیں ہوں گے بلکہ آپ کی نفسیات کو ایک مزید طاقت عطا ہوگی۔ اور انسانی نفس جو بھی جس چیز کا بھی آپ نام رکھتے ہیں وہ ارتقائی منزلیں طے کرتا ہے اس سے۔ اس کو مزید حوصلے ملتے ہیں مگر اس کو چھوڑ بھی دیں تو جو رضائے باری تعالیٰ نصیب ہو رہی ہے اس نے احساس محرومی کون سا رکھا ہے باقی۔ اگر ضبط اللہ کی خاطر ہے اگر کسی نعمت کو حاصل کرنے سے آپ ویسے ہی رک جاتے ہیں خدا کی خاطر، چاہتے ہوئے، دسترس رکھتے ہوئے رک جاتے ہیں اس کی جزاء تو مل گئی ہے اور جزاء اس سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے کیونکہ یہ طوعی زندگی ہے، مجبوری کی زندگی نہیں۔ طوعی زندگی کے مضامین ہی مختلف ہیں جب آپ ایک چیز چھین سکتے ہیں کسی سے اور نہیں چھینتے تو اس سے احساس محرومی نہیں پیدا ہوتا۔ اور اگر اس لئے نہیں چھینتے کہ جو دیکھ رہا ہے آپ کو وہ آپ سے زیادہ پیار کرے گا تو احساس محرومی تو درکنار آپ کو اس کے بالکل برعکس اس چیز سے بڑھ کر پیار اور محبت کی دولت مل جاتی ہے تو آپ کو نفسیاتی بیماری کس چیز کی لگے گی۔ تو اس قسم کی نفسیاتی بیماریوں کے تصور کو پاؤں تلے پامال کرتے ہوئے **محمد رسول اللہ کے صراط مستقیم پر آگے بڑھیں اور ایک ایک کرکے یہ اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے سیکھیں جن کی تفاصیل قرآن نے خوب کھول کر بیان کر دی ہیں اور حدیثوں نے بھی اس مضمون کو محفوظ کر دیا ہے، اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔** (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

بقیہ

اداریہ

الااے دشمنِ نادان و بے راہ بترس از تیغِ بُرانِ محمدؐ
رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم بجو در آل واعوانِ محمدؐ
الااے منکر از شانِ محمدؐ ہم از نورِ نمایان محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است بیا بنگرز غلمانِ محمدؐ

یعنی۔ خبردار اے اسلام کے نادان و گمراہ دشمن تو محمد ﷺ کی کاٹنے والی تلوار سے ڈر اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ جسے لوگ کھو بیٹھے ہیں آ اور اسے محمد ﷺ کے روحانی فرزندوں اور آپ کے لائے ہوئے دین کے مددگاروں میں تلاش کر۔ ہاں اے وہ شخص جو محمد ﷺ کی شان اور آپکے کھلے کھلے نور کا منکر ہے اگرچہ کرامت بے نام و نشان ہے لیکن محمد ﷺ کے غلاموں میں اس کا مشاہدہ کر لے۔

(۴) جب کسی نصیحت کا پنڈت لیکھرام پر اثر نہ ہوا تو اللہ نے حضور علیہ السلام کو اسکی ہلاکت کے وقت کی مزید تعیین فرمائی جس کا ذکر حضورؑ نے اپنی تصنیف "کرامات الصادقین" (۱۸۹۳ء) میں یوں تحریر فرمایا:

وبشرنی ربی وقال مُبشراً ۔ ستعرف یوم العید والعید اقربُ

یعنی مجھے لیکھرام کی موت کی نسبت خدا نے بشارت دی اور کہا کہ عنقریب تو اس عید کے دن کو پہچان لے گا اور اصل عید کا دن بھی اس عید کے دن کے قریب ہوگا۔

(۵) لیکھرام کے موت کی مزید تعیین فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یقضیٰ اَمرُہ فی ستٍ"

(اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۹۳ء)

یعنی پنڈت لیکھرام کا معاملہ چھ میں ختم کر دیا جائے گا۔

(۶) پھر ۲؍ اپریل ۱۸۹۳ء کو حضور علیہ السلام نے بذریعہ اشتہار فرمایا:۔ "آج ۲ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴؍ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہے صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا کہ اس کے چہرہ سے خون ٹپکتا ہے میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا ہے میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے تب میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے شخص کی سزا دہی کیلئے مامور کیا گیا ہے مگر مجھے معلوم نہیں کہ وہ دوسرا شخص کون ہے" (ٹائیٹل پیج کتاب برکات الدعا بعنوان لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک اور خبر)

چنانچہ ان الٰہی اطلاعات کے مطابق پنڈت لیکھرام آج سے ٹھیک سو سال قبل ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء کو شام چھ بجے کسی نامعلوم شخص کے ہاتھوں لاہور میں قتل کئے گئے۔ اور یہ واقعہ عید الفطر ۵؍ مارچ ۱۸۹۷ء کے اگلے روز ہی ۶؍ مارچ کو پیش آیا۔ اور اس طرح سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے لیکھرام کی موت کی نسبت جو جو علامتیں بتائی تھیں بالکل اسی طرح ظہور میں آئیں۔ باقی۔

(منیر احمد خادم)

بقیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ ۷ اجنوری ۹۷

بڑی عمدگی سے بچوں کو سمجھائے جاسکتے ہیں۔ حضور نے یورپ امریکہ وغیرہ ترقی یافتہ ممالک کے حوالے سے بتلایا کہ یہاں عام طور پر ذاتی طور پر ایسے غریب سے رابطہ نہیں ہوتا جو کھانے کا محتاج ہو لیکن جو غریب ممالک ہیں ان کیلئے فدیہ بھیجا جاسکتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے آیات قرآنی کی تشریح کرتے ہوئے ان کے مختلف پہلوؤں کو آسان الفاظ میں سمجھایا۔ حضور نے احادیث نبویہؐ کے حوالے سے بھی روزوں کی اہمیت اور ان کے فوائد کو بیان فرمایا۔ اسی طرح افطاری کے معاملہ میں جو بعض جگہ تکلفات ہوتے ہیں ان کے متعلق بھی نصیحت فرمائی کہ یہ بات روزے کے مقاصد سے متصادم ہے اور پھر بعض دفعہ افطار پارٹیوں میں ایسی مجلسیں لگ جاتی ہیں کہ لوگوں کو نماز اور ذکر الٰہی کا خیال بھی نہیں رہتا۔ اس لئے رمضان میں ایسے مشاغل رمضان کے مقاصد سے متصادم ہیں۔ مجالس وہی ہیں جو ذکر الٰہی کی مجلسیں ہوں اور افطاری کی مجلسوں کو میں نے کبھی ذکر الٰہی کی مجلسوں میں تبدیل ہوتے نہیں دیکھا۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

GURANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
NTR
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

ارشادِ نبوی ﷺ
اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ
ترجمہ۔ سخت غصے سے بچو۔
منجانب۔ لرکسن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دُعا:۔
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 مینگو لین کلکتہ 700001
فون نمبرز۔ 2430794,241652,248522

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 1996ء قسط۔ دوئم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علمِ کلام کی برتری کا عظیم نشان

اسلامی اصول کی فلاسفی

مولانا حکیم محمد دین صاحب صدر مجلس انصار اللہ بھارت

یہ دیکھ کر مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب مرحوم نے اعلان کیا کہ میں اپنا وقت بھی حضرت اقدسؑ کے مضمون کیلئے دیتا ہوں۔ اس اعلان نے مجمع پر خوشی اور مسرت کی لہر دوڑادی اور پنڈال تالیوں سے گونج اٹھا۔ مضمون ابھی باقی تھا کہ وقت ختم ہوگیا۔ جلسہ کا وقت بڑھانے کا زبردست مطالبہ چاروں طرف سے اتنی شدت سے بلند ہوا کہ منتظمین جلسہ کو اعلان کرنا پڑا کہ سامعین کی خاطر جلسہ کیلئے ایک دن کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ اس اعلان پر پبلک نے جس جوش و خروش سے اظہار شادمانی کیا وہ دیکھنے کی چیز تھی۔ الفاظ اس کا نقشہ پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ غرض انہوں نے اس مضمون کیلئے 29 دسمبر کا دن بڑھا دیا جب یہ تقریر ختم ہوئی تو ایک معزز ہندو کی زبان سے (جو اس جلسہ کے مدار المہام قرار پاتے تھے) جو اس جلسہ کا صدر تھا بے اختیار نکلا کہ "یہ مضمون تمام مضامین سے بالا رہا"۔ (حیات طیبہ صفحہ 200)

مضمون کی برتری کے اعترافات

جلسہ اعظم مذاہب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مضمون کی برتری کے اعترافات کا حلقہ بہت وسیع ہے جلسہ کے منتظمین ان کے زیر انتظام شائع شدہ مطبوعہ رپورٹ معزز حاضرین جلسہ۔ سرکاری اور غیر سرکاری 20 سے زائد اخبارات نے ببانگ دہل اعترافات کئے ہیں جو علی الترتیب وقت کی گنجائش کے مطابق پیش کئے جاتے ہیں یہ اقتباسات منتظمین جلسہ کی اجازت سے شائع شدہ مطبوعہ رپورٹ سے لئے گئے ہیں:

"جو لوگ قبل از وقت کہہ رہے تھے کہ نتیجہ اچھا نہ ہوگا اور یہ جلسہ عبث ہوگا ان کو دیکھنا چاہئے کہ کسی اور نتیجہ کی بابت تو میں کچھ نہیں کہتا۔ مگر یہ نتیجہ تو ظاہر ہے کہ جو لوگ ایک دوسرے کے مخالف گنے جاتے ہیں وہ باہم مل کر ایک جگہ بیٹھے ہیں۔۔۔ اس لئے ایسے جلسوں سے کوئی دہشت نہیں۔ کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا وہ وقت آنے والا ہے کہ ہم سب اتفاق سے رہیں گے اور تہذیب میں بسیں گے۔ معاملہ دین کا اس طرح کا ہے کہ ہم لوگوں کی طاقتیں اور عقلیں اس کی تہ تک پہنچنے سے قاصر ہیں"

"آج اور کل کے اجلاس نے جو اپنی شان و شوکت اور کثرت ہجوم میں شکاگو کے پارلیمنٹ آف ریلجین سے کسی حیثیت سے کم نہ تھا اس بات کا بھی کافی ثبوت دے دیا کہ دینی وجوہ جنہوں نے ہندو اور مسلمانوں جیسی معزز ہندوستان کی جماعتوں کو ایک دوسرے کے سخت مخالف کر رکھا ہے ان کو برادرانہ اخلاص کے ساتھ ایک جگہ جمع کر سکتے ہیں ایک وقت یہ خیال کیا جا سکتا تھا کہ صرف Politics سے ان دو متفرد اور متضاد جماعتوں کو باہم ملا سکتے ہیں لیکن نیشنل کانگرس کی ہسٹری اس خیال کی موید نہیں۔ ہاں آج دھرم مہوتسو کے اجلاس نے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچا دیا کہ Natives (دیسی) جو ہر طرح اتفاق اور قومی معاملات میں حقارت کے ساتھ دیکھے جا سکتے ہیں۔ وہ اگر عمدہ اصولوں پر جمع ہو کر کچھ کرنا چاہیں تو ان سے بڑھ کر کوئی اور آپس میں شیر و شکر نہیں ہو سکتا۔ ہمیں امید ہے کہ یہ جلسہ مذاہب اس ضرورت کو بالضرور پورا کر دے گا جس کو کوئی تحریک ہندوستان میں نہ کر سکے اور امید کی جاتی ہے کہ یہی خواہاں ملک اس مذہبی تحریک کی ترقی اور قیام میں اگر کسی اور وجہ سے سعی نہ فرماویں تو یہی خیال کافی ہے کہ صرف یہی ایک پلیٹ فارم ہے کہ ہندو مسلمان اور دیگر فرقوں کو برادرانہ رنگ میں ایک جگہ جمع کر سکتا ہے"

(رپورٹ صفحہ 79-80)

(3) "یہ اس جلسہ کی رپورٹ ہے جس میں آٹھ ہزار کے قریب خلق خدا نے وکلاء کے مذاہب مختلفہ کی تقریریں مجوزہ پانچ سوالات کے جواب میں اپنے مذاہب کی حمایت میں سنیں۔ جہاں مذہبی کتب کا مقابلہ ہو کر سچائی کی فتح ہوئی۔ یہ جلسہ اپنی کامیابی میں امریکہ کے جلسۂ مذاہب سے بڑھ گیا امریکہ کو کہاں نصیب تھا کہ وہاں قرآن مجید۔ وید۔ گرنتھ اور توریت کے کل عالم اور ایسا ہی دیگر مذاہب ہند کے فاضل وکیل پہنچتے صرف ہندوستان ایک ایسا علاقہ ہے جس میں دنیا کے کل مذاہب اس وقت موجود ہیں اور جہاں ایک زبردست تحریری و تقریری جنگ مذاہب ہو رہی ہے سوان وجوہ سے امریکہ کا جلسہ نہیں بلکہ لاہور کا جلسہ مذاہب ہی صرف اس صدی کی یادگار کہلا سکتا ہے۔ تحقیق مذاہب میں اس سے زیادہ کوئی اور ذریعہ تلاش کرنا فضول ہے کیونکہ ایسے فاضل کہاں جمع ہوں گے جو آرام سے اپنی تحقیقی تقریریں امور متنازعہ پر کریں" (آخری صفحہ رپورٹ مطبوعہ 1897 مطبع صدیقی لاہور)

جن اخبارات نے مضمون (اسلامی اصول کی فلاسفی) کی برتری کے اعترافات شائع کئے ہیں

پنجاب کی تمام اخباریں ایک زبان بول اٹھیں کہ جلسہ مذاہب کے تمام مضامین کی جان یہی مضمون ہے۔ اور سول ملٹری جو ایک نیم سرکاری اخبار سمجھی جاتی ہے اس نے بھی گواہی دی کہ "اس جلسہ میں سامعین کی دلی اور خاص دلچسپی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے لیکچر کے ساتھ تھی جو اسلام کی حمایت اور حفاظت کے کامل ماسٹر ہیں"

(تاریخ احمدیت صفحہ ۴۰۳ جلد دوم)

آبزرور نے لکھا "یہ مضمون اس لائق ہے کہ انگریزی میں ترجمہ ہو کر یورپ میں شائع کیا جائے"

اخبار چودھویں صدی راولپنڈی یکم فروری ۱۸۹۷ء نے لکھا "ان لیکچروں میں سے سب سے عمدہ اور بہترین لیکچر جو جلسہ کی روح رواں تھا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا لیکچر تھا۔ جس کو مشہور فصیح البیان مولوی عبد الکریم صاحب نے خوش اسلوبی سے پڑھا مولوی عبد الکریم صاحب نے یہ لیکچر شروع کیا کہ تمام سامعین لٹو ہوگئے۔ فقرہ فقرہ پر صدائے آفریں و تحسین بلند تھی اور بسا اوقات ایک ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کیلئے حاضرین کی طرف سے فرمائش کی جاتی تھی۔ عمر بھر کانوں نے ایسا خوش آیند لیکچر نہیں سنا۔ ہم مرزا صاحب کے مرید نہیں ہیں اور نہ ان سے ہمارا کوئی تعلق ہے لیکن انصاف کا خون ہم کبھی نہیں کر سکتے اور نہ کوئی سلیم الفطرت اور صحیح کانشنس اس کو روا رکھ سکتا ہے۔ مرزا صاحب نے کل سوالوں کا جواب (جیسا مناسب تھا) قرآن شریف سے دئے اور تمام بڑے بڑے اصول و فروع اسلام کو دلائل عقلیہ اور براہین فلسفہ کے ساتھ مبرہن اور مزین کیا۔ پہلے عقلی دلائل سے الٰہیات کے ایک مسئلہ کو ثابت کرنا اور اس کے بعد کلام الٰہی کو بطور حوالہ پڑھنا۔ ایک عجیب شان دکھاتا تھا۔ مرزا صاحب نے نہ صرف مسائل قرآن کی فلاسفی بیان کی بلکہ الفاظ قرآن کی فلالوجی اور فلاسفی بھی ساتھ ساتھ بیان کر دی۔ غرض کہ مرزا صاحب کا لیکچر بہ ہیئت مجموعی ایک مکمل اور حاوی لیکچر تھا۔ جسمیں بیشمار معارف و حقائق و حکم و اسرار کے موتی چمک رہے تھے اور فلسفۂ الٰہیہ کو ایسے ڈھنگ سے بیان کیا گیا تھا کہ تمام اہل مذاہب ششدر رہ گئے۔ کسی شخص کے لیکچر کے وقت اتنے آدمی جمع نہیں تھے کہ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت تمام ہال اوپر نیچے سے بھرا ہوا تھا۔ اور سامعین ہمہ تن گوش ہو رہے تھے۔ مرزا صاحب کے لیکچر کے وقت اور دیگر سپیکروں کے لیکچروں میں امتیاز کیلئے اس قدر کافی ہے کہ لیکچر کے وقت خلقت اس طرح آگری جیسے شہد پر مکھیاں۔

بہرحال اُس کا شکر ہے کہ اس جلسہ میں اسلام کا بول بالا رہا اور تمام غیر مذاہب کے دلوں پر اسلام کا سکہ بیٹھ گیا"

اخبار جنرل و گوہر آصفی کلکتہ ۲۴؍ جنوری ۱۸۹۷ء کی اشاعت میں صفحہ ۲ پر جلسہ اعظم منعقدہ لاہور اور فتح اسلام کے دہرے عنوان سے لکھا۔۔۔ "جلسہ کی کاروائی سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ صرف ایک حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان تھے جنہوں نے اس میدان مقابلہ میں اسلامی پہلوانی کا حق ادا فرمایا اور اس انتخاب کو راست کیا ہے جو خاص ان کی ذات کو اسلامی وکیل مقرر کرنے میں پشاور۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ ہوشیارپور۔ بھیرہ۔ خوشاب سیالکوٹ۔ جموں۔ وزیر آباد۔ لاہور۔ امرتسر۔ گورداسپور۔ لدھیانہ۔ شملہ۔ دہلی۔ انبالہ۔ ریاست پٹیالہ۔ کپورتھلہ۔ ڈیرہ دون۔ الہ آباد۔ مدراس۔ بمبئی۔ حیدرآباد دکن۔ بنگلور وغیرہ بلاد ہند سے مختلف اسلامی فرقوں سے وکالت ناموں کے ذریعہ مزین بدستخط ہو کر وقوع میں آیا تھا۔ حق تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر اس جلسے میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا۔ مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے اسلام کو گرنے سے بچا لیا بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی سچے فطرتی جوش سے کہہ اٹھے کہ یہ مضمون سب پر بالا ہے۔ بالا ہے۔ صرف اسی قدر نہیں بلکہ اختتام مضمون پر حق الامر معاندین کی زبان پر یوں جاری ہو چکا کہ اب اسلام کی حقیقت کھلی اور اسلام کو فتح نصیب ہوئی"

ان اخبارات کے علاوہ مخبر دکن۔ پیسہ اخبار۔ سراج الاخبار۔ شیر ہند۔ وزیر ہند سیالکوٹ۔ صادق الاخبار بہاولپور نے اس مضمون کے بالا رہنے کا نہایت عمدہ پیرائے میں ذکر کیا ہے۔۔۔ پس یہ خدا کا فضل تھا کہ ہر ایک دل کی خواہش کے مخالف ان سے اقرار کرالیا کہ دینی مضمون غالب رہا" (سراج منیر صفحہ ۴۳)

تصدیق خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے پیر نواب بہاولپور

"ورود مضمون جلسۃ المذاہب مرسلہ آں صاحب کہ باوجود آذوقہ حقائق گرانبہا جدت ادا را مشتمل بود۔ دل از مستمعان در ربود۔ ہموارہ بایں مجاہدات رفیع الغایات بعنایات غیبیہ و تفضلات لاریبیہ مؤید و مکرم باشند و فقیر را مستخبر حالات مسرت سمات دانستہ بار سال فضائل رسائل وار قام کرائم رقائم مبتہج میفر مودہ باشند" (چار شوال المکرم ۱۳۱۴ ہجریہ۔ قدسیہ الراقم فقیر غلام فرید الچشتی النظامی سجادہ نشین از چاچڑاں شریف)۔

(بحوالہ سراج منیر صفحہ ۱۰۲)

ترجمہ: آنمکرم کا ارسال فرمودہ مضمون جلسۃ للمذاہب باوجودیکہ گراں بہا حقائق پر مشتمل مائدہ تھا۔ جس کی جدت ادائیگی نے سامعین کے دلوں کو اپنی طرف مائل کر لیا۔ آپ ہمیشہ اپنے مقاصد عالیہ پر مشتمل مجاہدات جو غیبی عنایات اور شک و شبہ سے پاک فضائل پر مبنی ہوتے ہیں نیز خدا تعالیٰ کی تائیدات سے مؤید اور لائق اکرام ہوتے ہیں فقیر کو ایسے کرامت نشاں رسائل فضائل بھجوا کر خوشخبری کی راحت پہنچاتے ہیں" (چار شوال المکرم ۱۳۱۴ ہجری قدسیہ الراقم فقیر غلام فرید چشتی النظامی سجادہ نشین از چاچڑاں شریف۔

بحوالہ سراج منیر صفحہ ۱۰۲)

اسی طرح مغربی مفکرین نے بھی اس لیکچر کو بے حد سراہا مثلاً "برسٹل ٹائمز اینڈ مرر" نے لکھا

"یقیناً وہ شخص جو اس رنگ میں یورپ و امریکہ کو مخاطب کرتا ہے کوئی معمولی آدمی نہیں ہو سکتا"

۲۔ "سپر یچئول جنرل" بوسٹن نے لکھا:

"یہ کتاب بنی نوع انسان کیلئے ایک خاص بشارت ہے"

۳۔ "تھیوسوفیکل بک نوٹس" نے لکھا:

"یہ کتاب محمدؐ (ﷺ) کے مذاہب کی بہترین اور سب سے زیادہ دلکش تصویر ہے"

۴۔ "انڈین ریویو" نے لکھا:

"اس کتاب کے خیالات روشن، جامع اور حکمت سے پر ہیں اور پڑھنے والے کے منہ سے بے اختیار اس کی تعریف نکلتی ہے"۔

۵۔ "مسلم ریویو" نے لکھا "اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا اس میں بہت سے سچے اور عمیق اور اصلی اور روح افزا خیالات پائے گا" (بحوالہ سلسلہ احمدیہ۔ مولفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

پھر اس عظیم لیکچر کی مقبولیت بعد تحقیق اس رنگ میں بھی سامنے آئی کہ بعض ایسے اصحاب جو بجائے اس کے کہ مومنانہ جرأت سے کام لیتے ہوئے اس مضمون کی اعلیٰ قدروں کی تعریف و توصیف بیان کرتے ہوئے جن اقتباسات سے وہ از حد متاثر ہوئے ہوں ان کو حوالے اور شکریہ کے ساتھ اپنے مضامین کی زینت بناتے۔ بغیر کسی حوالے کے اسلامی پردہ اور حرمت شراب اور حرمت خنزیر وغیرہ مسائل پر "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے اقتباسات سرقہ کے رنگ میں اپنی کتابوں میں شامل کر لئے۔ چنانچہ جماعت کے ایک محقق مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے مولانا اشرف علی

صاحب تھانوی کی کتاب بعنوان "احکام اسلام عقل کی نظر میں" کا مطالعہ کرنے کے بعد ثابت کر دکھایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" سے صفحات کے صفحات من وعن بغیر کسی حوالہ کے مولانا صاحب نے درج کر لئے ہیں۔ جس کا اعتراف بریلوی مکتب فکر کے ایک عالم نے بھی ماہنامہ رسالہ "القول السدید" مئی ۱۹۹۳ء میں کیا ہے اس سلسلہ میں اخبار "بدر" کے اداریے ماہ اکتوبر نومبر ۹۶ء کے شمارے قابل مطالعہ ہیں۔ علاوہ ازیں اس نشان کے ظہور اور اس کے جلسۂ اعظم مذاہب کے حاضرین پر معجزانہ اثرات کے روح پرور حقائق خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عربی منظوم کلام میں پیش فرمائے ہیں۔ ان اشعار کے مطالعہ کے بغیر اس مضمون کی عظمت شان حقیقی انداز سے سامنے نہیں آسکتی اس لئے اس کلام کو مضمون میں شامل کیا جاتا ہے تا سامعین کرام اس سے لطف اندوز ہو سکیں۔ وقت کی قلت کے پیش نظر ۶۵ اشعار میں سے صرف چند پیش کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

يد الله تحمى نفس من هو صادق
وان المزور يضمحل ويزهق
وتبقى رجال الله عنه نهابر
على الناز تفنى الكاذبون كزيبق
اذاما بدت ناز من الله فتنة
فكل كذوب لا محالة يحرق
ومن يحرق الصديق حب مهيمن
فطوبى لمن يصلى بنار التومق
ومن كذب الصديق خبثا و فرية
فيسفيه اعصار ويخزى ويسفق
ومهما يكن حق من الله واضح
وان ردها زمر من الناس يبرق
ومن كان مفتريا يضاع بسرعة
ويهلك كذاب بسم التخلق
ترى قوله من كل خير خاليا
كنبت خبيث الريح مر سنعبق
فيقطع نبت لامريع وجوده
وكل نخيل لامحالة يسمق

ترجمہ۔

☆۔ خدا کا ہاتھ صادق کی حمایت کرتا ہے اور جھوٹا مضمحل ہو جاتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے

☆۔ اور خدا کے مرد مصیبتوں کے وقت باقی رہتے ہیں اور جھوٹے آگ پر پارہ کی طرح فنا ہو جاتے ہیں۔

☆۔ جس وقت خدا کی آگ آشکارا ہوتی ہے پس ہر ایک جھوٹا جلایا جاتا ہے۔

☆۔ اور صدیق کو جو خدا کا دوست ہے کوئی جلا نہیں سکتا پس مبارک وہ جو دوستی کی آگ سے جلتا ہے۔

☆۔ جو شخص خباثت اور جھوٹ کی راہ سے صدیق کی توہین کرے پس ایک گردباد کی ہوا اس کو اڑا کر لے جاتی اور اس کو رسوا کرتی ہے اور اس کے منہ پر طمانچہ مارتی ہے۔

☆ اور جس جگہ حق واضح ہو اگرچہ لوگ اس کو رد کریں تب بھی وہ چمک اٹھتا ہے۔

☆ اور مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور کاذب جھوٹ کے زہر سے مرجاتا ہے۔

☆ تو اس کی بات کو ہر ایک نیکی سے خالی پائے گا جیسا کہ ایک پلید بوٹی بد بو والی کڑوی جس کا نام سنعبق ہے۔

☆ پس ایسی بوٹی کاٹ دی جاتی ہے جس کا وجود کچھ فائدہ نہیں دیتا اور ہر ایک کھجور کا درخت ضرور اپنی لمبائی تک پہنچ جاتا ہے۔

اس کتاب کے نیک اثرات قبول حق کی صورت میں

اسلامی اصول کی فلاسفی کے پہلے نیک اثر کا شاہد ناطق جلسۂ اعظم مذاہب لاہور منتظمین مدار المہام جملہ مقررین غیر مذاہب۔ ۸۰۰۰ اعلیٰ تعلیم یافتہ حاضرین۔ جو مختلف مذاہب کے افراد پر مشتمل تھے جن کے بارہ میں مطبوعہ رپورٹ کی تصدیق موجود ہے کہ "بلا استثنا احدے سب نے نہایت اشتیاق سے یہ مضمون سنا اور اپنی زبانوں سے اکثر نے مضمون کی برتری کا اظہار کیا بلکہ یہاں تک کہا کہ اس لیکچر پر اگر مسلمان عمل کریں تو پھر ان جیسا کون ہو گا"

تمام پنجاب اور اس کے علاوہ دوسرے علاقے کے اخباروں کی بیک زبان تصدیق کا ذکر پہلے آچکا ہے یہ وہ ریکارڈ ہے جو دنیا کے سامنے روز روشن کی طرح آچکا ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ انقلاب انگیز، روح پرور، وجد آفریں مضمون جس کی سطر سطر پر حضور نے دعا کی ہے جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اور انیسویں صدی کی ایک زبردست یادگار ہے پہلی بار ۱۸۹۷ء میں "رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب" (مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور) میں شائع ہوا۔ یہی مضمون جولائی ۱۹۰۵ء میں مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے "اسلامی اصول کی فلاسفی" یا "اسلام اور اس کی حقیقت" کے نام سے منظر عام پر آیا۔ اسی دوران میں مولانا محمد علی صاحب ایم اے کے قلم سے اس کا انگریزی ترجمہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان میں مارچ ۶/ اکتوبر ۱۹۰۲ء کی اشاعتوں میں چھپا۔ جس کا عنوان تھا Teachings of Islam یہی ترجمہ ۱۹۱۰ء میں Teachings of Islam کے نام سے Leden ہالینڈ میں چھپا اور لنڈن کے نشریاتی ادارہ Luzac & co نے شائع کیا۔ اب تک اس شاندار تالیف کے دنیا کی مشہور ۲۷ زبانوں میں تراجم شائع ہو کر قبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکے ہیں اور لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں کے مطالعہ میں آئی اور سات براعظموں میں آباد اقوام عالم میں اس کی اشاعت ہوئی۔ اس کے علاوہ (۳۰) زبانوں میں تراجم مکمل ہو چکے ہیں اور مزید کئی زبانوں میں تراجم کئے جا رہے ہیں"

(الفضل انٹرنیشنل ۲۶ جولائی تا ۱۸ اگست ماخوذ از مضمون مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت)

عنوان بالا کے تعلق سے مجموعی حقائق سپرد قلم کرنے کے بعد اب اس خصوص میں صرف نمونہ کے طور پر چند شہرہ آفاق شخصیتوں کے ذاتی تجارب بطور زندہ حقائق پیش کئے جاتے ہیں زیادہ کی اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں۔

۱۔ شہادت حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب مرحوم لکھتے ہیں "میں آغا خان کو ماننے والی خوجہ قوم کا ایک فرد ہوں۔ اسلام کا یہ عجیب فرقہ ہے جس کے نزدیک نمازیں فرض نہیں۔ اس لئے ان کو مسجد کی بھی ضرورت نہیں۔ اس طرح ہمارا خاندان بھی نماز کا پابند نہ تھا۔ سال بھر میں صرف دو بار عیدوں کی نماز کیلئے مسجد جانا ہوتا تھا۔ ۱۹۱۳ء میں جب ۳۶ برس کا تھا حسن اتفاق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور کتاب Teachings of Islam (اسلامی اصول کی فلاسفی) دیکھنے کا موقعہ ملا۔ وہ کتاب پڑھتے ہی میرے دل میں ایک عجیب تبدیلی پیدا ہو گئی۔ قرآن شریف لڑکپن میں پڑھ کر چھوڑ دیا تھا۔ اس کو پھر غور سے سمجھ کر پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔۔۔ اس کے علاوہ نماز کا پابند ہو گیا۔ پانچ وقت کی نماز کے علاوہ بہت سے نوافل اور تہجد باقاعدہ پڑھنے لگا۔ ماہ رمضان کے روزوں کے علاوہ نفلی روزے ہر ماہ تین سے پندرہ تک رکھنے لگا۔ سالانہ زکوٰۃ بھی نکالنی شروع کی۔ حج کی تیاری کی اور اہل وعیال کے ساتھ یہ فرض بھی ادا کیا۔ ہماری تجارتی کمپنی میں جو ناجائز کام ہوتے تھے جس کو ہم تجارتی حق سمجھتے تھے وہ سب موقوف کر کے کاروبار میں راستی اور دیانتداری کا سلسلہ جاری کر دیا۔ الحمد للہ"۔ یہ وجود پہلے کیا تھا اور کیا بن گیا۔ وہی سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے قریب رہ کر ان کی پاک زندگی کا مطالعہ کیا ہو اس وجود نے نہ صرف خود فائدہ اٹھایا بلکہ ان کے قلب صافی میں اس کتاب نے ایسی جگہ حاصل کر لی کہ موصوف نے تادم زیست متعدد زبانوں میں اپنے ذاتی اخراجات سے تراجم کرا کے نہ صرف برصغیر بلکہ بیرونی ممالک میں جہاں جماعت احمدیہ کے مشن اور مشنری کام کر رہے ہیں ان کے ذریعہ دل کھول کر اس کتاب کی اشاعت کی اور اس کے علاوہ بھی جہاں مشن نہیں آپ اپنا شائع کردہ لٹریچر بھجوا کر فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہے اس کتاب سے ہمیشہ ایک خاص لگاؤ رہا۔ اس کے بار بار کئی ایڈیشن شائع کرائے اور برائے نام قیمت رکھ کر یوں سمجھو کہ مفت یہ آسمانی مائدہ شاہ وگدا کو یکساں پہنچاتے رہے میں نے فٹ پاتھ پر بکنے والی کتابوں میں مختلف شہروں میں اس کے نسخے ردی کی قیمت پر فروخت ہوتے دیکھے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ سعودی عرب کے بادشاہ بھارت میں تشریف لائے تو سکندر آباد میں ان کی شایان شان دعوت کا اہتمام مکرم خان بہادر احمد علاؤ الدین مرحوم کے فرزندان نے کیا۔ محترم سیٹھ صاحب بھی خاندان کے بزرگ ہونے کی حیثیت سے اس میں مدعو تھے موصوف اس دعوت میں شریک ہوئے۔ مگر کس لئے۔ صرف خادم حرمین کو پیغام احمدیت پہنچانے کیلئے موصوف نے اس موقعہ کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شائع فرمودہ عربی کتب کا روحانی تحفہ تیار فرمایا۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کا عربی ترجمہ موصوف کے پاس نہ تھا جب موصوف نے مجھ سے اس کا ذکر کیا تو خاکسار نے اپنا ذاتی نسخہ پیش کر دیا جسے محترم سیٹھ صاحب نے تحفہ کی کتب میں شامل فرمالیا۔ غرض آپ نے اس خدا تعالیٰ کے عظیم نشان کی ایسی قدر کی کہ جہاں تک آپ کو رسائی نصیب ہوئی آپ مسلسل پیہم تادم واپسی سعید روحوں کو یہ آب حیات پہنچاتے رہے۔ خدا تعالیٰ آپ کی سعی کو مشکور فرمائے اور آپ کی اس نیکی کو قبول فرمائے اور آپ کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آپ کی اولاد اور نسل در نسل میں دینی خدمت بجالانے کا یہی ذوق وشوق دلی لگن اور بے پناہ جذبہ ہمیشہ جاری وساری رکھے آمین۔

نمبر ۲۔ سر ابراہیم کریم بھائی جو برٹش دور میں برصغیر میں واحد مسلم بیرونیٹ تھے آغا خانی مسلم تھے۔ ان کی بیگم Lady Ameena Bai ایک روز ہمارے دار التبلیغ الحق بمبئی میں تشریف لائیں۔ انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ کچھ عرصہ ہوا۔ ان کے اپنے شوہر سے تعلقات ایک انگریز عورت سے دوسری شادی کرنے کے بعد کشیدہ ہو گئے ہیں حتی کہ وہ دوسری شادی کے بعد اپنی پہلی بیوی یعنی Lady Ameena Bai کو کالمعلقہ بنا چکے تھے۔ اس خاتون کی زندگی شاہی خاندان کی خاتون کی طرح گزری تھی یہ بمبئی کے رئیس اعظم جناب مسلم جیراز بھائی کی دختر تھیں۔ شوہر سے تعلقات کی کشیدگی کی وجہ سے حد سے زیادہ مغموم رہنے لگیں۔ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین مرحوم سے دور و نزدیک سے ان کی قرابت داری تھی۔ انہیں ایام میں ایک روز حضرت سیٹھ صاحب ان کے گھر میں تشریف لے گئے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر ان کے سرہانے تکیہ کے نیچے کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی رکھ کر واپس آگئے بعد میں اس خاتون نے تکیہ اٹھایا تو کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی دیکھ کر بہت متعجب ہوئیں کہ کون یہ کتاب رکھ گیا ہے۔ اس کتاب کے سرورق سے انہیں اس کے ناشر کا علم ہو گیا اس کتاب کے مطالعہ سے اس خاتون کی کایا پلٹ گئی بعد میں انہوں نے مبلغ انچارج حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب نیرؓ سے رہنمائی حاصل کی اور اپنے شوہر سے دوبارہ تعلقات استوار کرنے کے سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ جہاں حضور کے علاوہ حضرت ام المومنینؓ کی خدمت میں بھی بار بار دعا کیلئے عرض کرتی رہیں۔ آخر اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئیں۔ حضرت مصلح موعودؓ اور حضرت ام المومنینؓ نے انہیں تسلی دی اور خوشخبری دی تھی کہ بفضلہ ان کا شوہر ان سے صلح کرے گا۔ واپس بمبئی پہنچیں۔ شوہر ان کی تلاش میں تھا بڑی قدردانی سے ان سے مصالحت کی اور انہیں پہلے سے بڑھ کر گھر میں اعزاز نصیب ہوا وہ خود بتلایا کرتی تھیں کہ "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے مطالعہ نے انہیں زندہ خدا سے تعلق قائم کرنے کی ترغیب دلائی اور اس میں انہیں یہاں تک شغف ہوا کہ اپنے روز و شب کا اکثر حصہ عبادت میں گزارتی تھیں۔ رویا کشوف والہام سے بھی مشرف تھیں ان کے ایک خط کے جواب میں حضرت مصلح موعودؓ نے انہیں لکھا کہ You are the chosen lady ان کی پاک تبدیلی کا ان کے پکے دنیادار شوہر پر بھی اثر دیکھنے میں آیا۔ ایک دعوت کے موقعہ پر ان کے شوہر نے خود ہم سے اظہار کیا کہ پارٹیشن کے بعد اس کے کسی کام سے سیلون جانے کی وجہ سے ان کی تمام جائیداد **کالعدم** قرار دے دی گئی اور ان کے دل کو زندگی میں پہلی بار یہ صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ اس صدمہ اور غمی کی حالت میں انہوں نے بیگم کے ترغیب دلانے پر زندگی میں پہلی بار نماز ادا کرنے اور نماز میں دعا کرنے کی توفیق پائی۔ یہ بھی اسلامی اصول کی فلاسفی کی رہنمائی کا کرشمہ تھا۔

۳۔ بوہرہ قوم کے لوگوں میں آغا خانیوں کے مقابلہ میں بظاہر دینداری دیکھ کر اس قوم کے اکابر سے ملتے ملاتے ایک بزرگ کا پتہ ملا جن کا اسم گرامی ملاں فخر الدین تھا (بوہرہ قوم میں لفظ ملاں بڑا تعظیم کا لفظ ہے۔ یہ اپنی قوم کے سربراہ کو اسی لقب سے یاد کرتے ہیں) میں نے چند روز ان کے ساتھ علیک سلیک رکھ کر قریب سے ان کا مطالعہ کیا۔ مجھے ان کی ایک ادا بہت پسند آئی ان کا کٹلری کا کاروبار تھا ان کا کاروبار ان دنوں شباب پر تھا۔ خرید وفروخت کے وقت روپے کی ریل پیل ہوتی مگر جوں ہی نماز کی اذان ان کے کان میں پڑتی سارا کاروبار روپیہ پیسہ بغیر سمیٹے اسی طرح چھوڑ کر نماز کیلئے چلے جاتے اور پورا وقت نماز ذکر الہی میں صرف کرتے اطمینان سے واپس لوٹتے۔ یہ ان کا ہر نماز میں روز کا معمول تھا۔ قرآن مجید کی تفاسیر کا بہت اچھا مطالعہ تھا

(باقی صفحہ 11 کالم نمبر 1 پر دیکھیں)

MUSLIM TV AHMADIYYA INTERNATIONAL

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

چوبیس 24 گھنٹے کی نشریات

زاویہ--- اور تفصیل پروگرام

الحمد للہ کہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) کے پروگرام 26 مئی 1996ء سے مسلسل چوبیس (24) گھنٹے کیلئے جاری ہیں۔ ان پروگراموں میں تلاوتِ قرآن مجید' احادیث نبویہ ﷺ اور سیرۃ النبی ﷺ سے متعلق سلسلہ وار پروگرام شامل ہیں۔ ساتھ ساتھ زبانیں سکھانے اور سپورٹس۔ عالمی خبروں۔ صحت وزندگی سے متعلق طبّی معلومات اور لجنہ اماء اللہ کے خانہ داری کے پروگرام۔ اسی طرح بچوں کی دلچسپیوں کیلئے بھی کئی معیاری پروگرام دنیا کی مختلف زبانوں میں نشر کئے جا رہے ہیں۔

اس کے علاوہ بعض خصوصی پروگرام بھی ہیں جن میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اپنے ایمان افروز ارشادات سے نوازتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان پروگراموں کے اوقات اور دن لکھ رہے ہیں۔ احباب جماعت ان پروگراموں سے نہ صرف خود استفادہ کریں بلکہ دیگر غیر از جماعت افراد کو بھی ان پروگراموں میں شریک کریں۔

دن	وقت ہندوستانی	پروگرام
جمعۃ المبارک	6-30 شام	خطبہ جمعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ۔ مسجد فضل لندن سے براہ راست پیش کیا جاتا ہے۔ (ایک گھنٹہ کے لئے) یہ خطبہ اگلے دن صبح سوا گیارہ بجے دوبارہ نشر ہوتا ہے۔
جمعۃ المبارک	7-40 شام	"ملاقات" حضور ایدہ اللہ اردو بولنے والے احباب کے دینی علمی اور تحقیقی سوالات کے جواب ارشاد فرماتے ہیں۔
ہفتہ	7-30 شام	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بچوں کے ساتھ دینی مجلس کا انعقاد فرماتے ہیں۔ وقت ایک گھنٹہ۔
اتوار	7-30 شام	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ انگریزی بولنے والے احباب کے دینی۔ علمی اور تحقیقی سوالات کے جوابات ارشاد فرماتے ہیں۔
سوموار	7-30 شام	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ تعلیم القرآن کلاس کا انعقاد فرماتے ہیں۔ جس میں اردو ترجمہ کے علاوہ مختصر علمی اور تحقیقی' روح پرور تفسیر ارشاد فرماتے ہیں۔ (یہ پروگرام اگلے روز صبح 10.15 بجے دوبارہ نشر ہوتا ہے)
منگل	7-30 شام	(ایضاً)
بدھ	7-30 شام	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہومیوپیتھی ادویہ اور طریق علاج سے متعلق مفید معلومات سے نوازتے ہیں۔ (یہ پروگرام اگلے روز صبح 10.15 بجے دوبارہ نشر ہوتا ہے)
جمعرات	7-30 شام	(ایضاً)

حضور انور کے مذکورہ تمام پروگرام "ملاقات" عنوان کے تحت معین دن کے علاوہ اگلے روز پھر صبح 3.30 بجے سے 4.30 بجے اور پھر 10.15 بجے سے 11.15 بجے مکرر نشر کئے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ چوبیس 24 گھنٹے میں تین مرتبہ عرب بھائیوں کیلئے خصوصی پروگرام "لقاء مع العرب" کے نام سے نشر ہوتا ہے۔ یعنی صبح 6.30 بجے سے 7.30 بجے تک پھر 2.30 بجے بعد دوپہر سے 3.30 بجے تک اور رات کو 9.30 بجے سے 10.30 بجے تک

تفصیل پروگرام : پروگراموں کی تفصیل ہر چھ چھ گھنٹے بعد تین مرتبہ بتائی جاتی ہے۔ صبح 11.15 بجے۔ شام کو 5.15 بجے۔ اور رات 11.15 بجے۔

زاویہ : 53 ڈگری جانب مشرق۔ (اسی ڈائریکشن پر NEPC,TVi, ASIANET,SUNTV بھی آتے ہیں)۔

ویڈیو فریکوئنسی : 4177.50 Mhz

Polarity Left Hand Circular for Signal (M.T.A)

آڈیو فریکوئنسی :

URDU	6.50Mhz	اردو۔
ENGLISH	7.02Mhz	انگریزی۔
ARABIC	7.20Mhz	عربی۔
GERMAN&BANGALA	7.38Mhz	جرمن۔ بنگلہ۔
FRENCH	7.56Mhz	فرنچ۔
TURKISH	8.10Mhz	ترکش۔
INDONESION	7.92Mhz	انڈونیشین۔
DUTCH	7.74Mhz	ڈچ۔

مزید معلومات کیلئے رابطہ قائم کریں

"انچارج شعبہ سمعی بصری"

محلّہ۔ احمدیہ قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب انڈیا

ٹیلی فون (o)۔ 01872-20749

فیکس (o)۔ 01872-20105

بقیہ - اسلامی اصول کی فلاسفی

بڑے اچھے عربی دان تھے ان کا حلقہ احباب ذی علم افراد پر مشتمل تھا۔ میں نے ان سے مراسم قائم کرنے کے بعد انہیں سلسلہ کے لٹریچر کے مطالعہ کی ترغیب دلائی۔ قرآن مجید کی تفاسیر پر تبادلہ خیال کے دوران انہوں نے ازخود پارہ عم کی تفسیر کا مطالبہ کیا۔ ایک دن جب ان کے پاس بوہرہ قوم کے مرکزی دار العلوم سورت علاقہ گجرات کاٹھیاواڑ کے جامعہ سیفیہ کے پرنسپل جناب ایس ایف حکیم صاحب تشریف فرما تھے خاکسار نے دونوں کی خدمت میں سلسلہ کا لٹریچر پیش کیا جس میں "اسلامی اصول کی فلاسفی" بھی تھی اس کے بعد میں مسلسل کچھ عرصہ تک ان کے تاثرات دریافت کرنے کیلئے حاضر ہوتا رہا۔ مگر کافی عرصہ تک ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ پھر عند الملاقات دریافت کرنے پر انہوں نے بتلایا کہ " موصوف نے اسلامی اصول کی فلاسفی" کا ۲۰/۲۵ بار مطالعہ کیا ہے۔ دو چار بار مطالعہ سے مزید مطالعہ کی خواہش ہوئی اس لئے کہ ہر بار مطالعہ سے مجھے نیا علم حاصل ہوتا رہا۔ یہی لطف اٹھانے کیلئے میں نے ۲۰/۲۵ بار اس کا مطالعہ کیا۔ میری موجودگی میں موصوف نے یہ کتاب ملاں فخر الدین صاحب کو اس تاکید کے ساتھ دی کہ وہ بھی کم از کم اتنی بار ضرور مطالعہ کریں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎
قدر زرگر۔ زرگر بداند وقدر جوہر جوہری حالانکہ میں نے ایسا ہی لٹریچر اس قوم کے سربراہ کے فرزند جناب ملاں برہان الدین صاحب کو بھی ان کے والد صاحب کے کہنے پر پہنچائی تھی۔ مگر باوجود وعدہ کے اور یاددہانی کرانے کے موصوف تاثر تحریر کر کے پہنچانے سے قاصر رہے۔

وما علینا الاالبلاغ المبین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ علوم کا قدردان وہی ہو سکتا ہے جو آپ کے ارشاد "بحر العلم یعرف موج بحری" کا مصداق ہو۔

۴۔ نواب سر امین جنگ بہادر کے سی آئی ایس آئی ایم اے بی ایل۔ ایف آر اے ایس چیف سیکرٹری ہز اگزلٹڈ ہائی نس۔ دی گورنمنٹ آف نظام سابق ریاست حیدر آباد دکن خان بہادر احمد علاؤالدین صاحب کو ان کے خط کے جواب میں تحریر کرتے ہیں "عالیجناب حضرت مرزا صاحب کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے تیسرے ایڈیشن کا نسخہ بھجوانے کا بہت بہت شکریہ۔ میں نے اسے ایک سے زائد بار پڑھا ہے۔ یہ قرآن مجید کی جامع تفسیر ہے۔ یہ اتنی عمدہ ہے کہ یہ دوسرے مذاہب کے تعلق سے ہر قسم کے تعصب کے اظہار سے بالکل پاک ہے اور میں آپ سے متفق ہوں کہ اگر آپ اسے مختلف زبانوں میں شائع کرائیں تو اس طرح اسلام کی بہت بڑی خدمت سرانجام دیں گے۔ مگر تراجم اس قدر سادہ اور خوشگوار ہونے چاہئیں جیسا کہ انگریزی ترجمہ بذاتہ ہے۔ کوئی شخص بھی ایسا نہ رہے کہ جس کے پاس ایسی روح پرور کتاب نہ پہنچائی گئی ہو"

تمام ادیان پر غلبۂ اسلام کا جو نشان خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ "اسلامی اصول کی فلاسفی" کی صورت میں ظاہر فرمایا ہے۔ اس کا پس منظر۔ پیشگوئی ظہور نشان کی روح پرور روئیداد اس کے وسیع دنیا میں نہایت شاندار نتائج و ثمرات کے بعض پہلوں پر جو کچھ اظہار کیا گیا ہے یہ صرف اس عظیم نشان کی ادنی سی جھلک ہے۔ وگرنہ اس کے حسن و جمال کا نظارہ حسب پیشگوئی اس مضمون کے تمام دنیا میں خوب پھیل جانے کے ساتھ مقدر ہے۔ اس سلسلہ میں دعاؤں کے علاوہ سعیٔ بلیغ کی بھاری ذمہ داری جماعت پر عائد ہوتی ہے۔ دعا ہے خدا تعالیٰ جماعت کو جلد از جلد اس کی توفیق عطا فرمائے اس کے دائرۂ اشاعت کا سہانا منظر دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اللھم آمین والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

درخواست دعا

میرے والد محترم محمد چھکن انصاری صاحب آف سملیہ (رانچی) ان دنوں سخت بیمار ہیں۔ اسی طرح میری اہلیہ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہتی۔ مکمل شفاء کے لئے درخواست دعا ہے۔ میرے بچوں کی اچھے رنگ میں تربیت کے لئے نیز دینی دنیوی ترقیات کے لئے بچوں کے امتحان قریب ہیں نمایاں کامیابی کیلئے نیز میرے لئے کہ خدا تعالیٰ اچھے رنگ میں سلسلہ کی خدمت کی توفیق دے۔ مبارک احمد سملیہ

(کارکن فضل عمر آفسٹ پریس قادیان)

دعائے مغفرت

رنباز خان صاحب گزشتہ دنوں وفات پا گئے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی مغفرت بلندی درجات کے لئے قارئین بدر سے درخواست دعا ہے۔

(اعانت بدر -/50)

شیخ ھارون رشید مبلغ کیرنگ (اڑیسہ)

اعلان نکاح

مورخہ 96-12-28 کو بعد نماز مغرب و عشاء حضرت مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے مکرم شفیق احمد ابن مکرم سیٹھ محمد غفور صاحب مرحوم آف چنتہ کنٹہ کا نکاح محترمہ عاصیہ بیگم بنت مکرم سعید احمد صاحب اڈہ کل آندھرا کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار ایک سو ایک -/5101 روپے حق مہر پر پڑھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے باعثِ برکت بنائے۔ آمین۔ حافظ سید رسول نیاز مبلغ سلسلہ چنتہ کنٹہ

درخواست دعا

عزیزہ یاسمین بیگم بنت مکرم قاسم صاحب گوڈور کو پیدائش سے ہی دل میں دو سوراخ تھے جس کی وجہ سے بچی بیمار چلی آرہی ہے اور اب سات ماہ بعد نئی رپورٹ کے مطابق ایک سوراخ بند ہو گیا ہے۔ کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

حبیب اللہ شریف معلم ورنگل (آندھرا)

رمضان المبارک میں قادیان کے لیل و نہار

الحمد للہ ایک بار پھر ہماری زندگی میں رمضان المبارک اپنی بے انتہا روحانی برکتوں کے ساتھ آیا۔ مرکز قادیان میں مرکزی مساجد مسجد مبارک و مسجد اقصیٰ کے علاوہ مسجد ناصر آباد و مسجد دار الانوار میں بھی پنجوقتہ باجماعت نماز اور بعد نماز عشاء نماز تراویح کا اہتمام کیا گیا۔ اسی طرح روزانہ بعد نماز فجر درس حدیث کا بھی انتظام کیا گیا۔ مساجد میں نماز تراویح میں مکمل قرآن کریم ختم کیا گیا۔

درج ذیل حفاظ کرام نے نماز تراویح پڑھانے کی سعادت پائی :۔

مسجد مبارک : مکرم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی سامع مکرم حافظ مرزا مظہر احمد صاحب
مسجد اقصیٰ : مکرم حافظ شریف الحسن صاحب سامع مکرم حافظ اکبر احمد صاحب
مسجد ناصر آباد : مکرم حافظ نسیم احمد صاحب سامع مکرم حافظ سلیم احمد صاحب
مسجد دار الانوار : مکرم حافظ مجیب اللہ صاحب سامع مکرم حافظ شمس الحق صاحب

درج ذیل علماء کرام نے درس حدیث کی سعادت پائی :

مسجد مبارک :۔ مکرم مولانا حکیم محمد الدین صاحب۔ مکرم مولوی محمد نسیم خان صاحب۔ مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم۔ مکرم مولوی عبد الوکیل صاحب نیاز۔
مسجد اقصیٰ :۔ مکرم مولوی منصور احمد صاحب۔ مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب۔ مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر۔ مکرم مولوی عبد المومن صاحب راشد
مسجد ناصر آباد :۔ مکرم مولوی قریشی محمد فضل اللہ صاحب۔ مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ظفر۔ مکرم مولوی سید نصیر الدین صاحب۔ مکرم مولوی صدیق اشرف علی صاحب۔

رمضان المبارک میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا درس القرآن جمعہ کے علاوہ ہفتہ میں چھ روز شام ۵ بجے تا ساڑھے ۶ بجے M.T.A کے ذریعہ نشر ہوتا رہا۔ مسجد مبارک و مسجد اقصیٰ میں باقاعدہ اس کے سننے کا انتظام تھا۔ احباب گھروں میں بھی باقاعدگی سے استفادہ کرتے رہے۔

اعتکاف: امسال ۸۰ احباب و مستورات نے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں سنت نبوی ﷺ کے مطابق اعتکاف کی سعادت پائی۔ جس کی تفصیل اسطرح ہے۔ مسجد مبارک میں ۲۷ احباب۔ مسجد اقصیٰ میں ۲۲ احباب اور ۲۳ مستورات۔ مسجد دار الانوار میں ۸ احباب۔

نماز عید الفطر:۔ مورخہ ۹/ فروری کو مسجد اقصیٰ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے نماز عید الفطر پڑھائی اور خطبۂ عید ارشاد فرمایا۔ قادیان کے مضافات سے بھی سینکڑوں مسلمان نماز عید میں شریک ہوئے۔ عید کے موقعہ پر آنے والے تمام مہمانوں کو جماعتی انتظام کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لنگر سے تعلیم الاسلام ہائی اسکول میں کھانا کھلایا گیا تیاری طعام و تقسیم طعام و حفاظتی انتظام میں خدام و اطفال نے بڑھ چڑھ کر خدمت کی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء (ادارہ)

شکریہ - خط کیلئے !!

☆- میلاپالم تامل ناڈو سے مکرم مزمل احمد صاحب مبلغ تحریر فرماتے ہیں :۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے ہفت روزہ بدر آج کل نئے رونق کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ خاص طور پر حضور انور کا خطبہ جو شائع ہوتا ہے یہ ہم جیسے مترجمین کے لئے بہت مفید اور کار آمد ثابت ہوتا ہے۔ تامل ناڈو میں ہم حضور انور کے ہر خطبہ کا تامل زبان میں ترجمہ کر کے تمام جماعتوں کو اور خریداران کو بھجواتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب تک ہم حضور انور کے ایک صد بیس (۱۲۰) خطبات کا تامل میں ترجمہ کر کے تمام جماعتوں کو بھجوا چکے ہیں۔ یہ خطبات غیر از جماعت لوگوں میں بھی بہت مقبول ہو رہے ہیں۔

اسی طرح حال ہی میں پروگرام ملاقات کے منتخبہ سوالات کی فہرست بدر جلد ۴۵ شمارہ ۴۴ (۳۱ اکتوبر ۱۹۹۶ء) ملاحظہ کرنے کا موقعہ ملا۔ معاً مجھے خیال آیا واقعتہً یہ سوالات تو تامل ناڈو میں بھی ہم سے کئی احباب کی طرف سے پوچھے جاتے ہیں۔ ان کا حضور انور کے الفاظ میں ہی جواب دینا نہایت مفید ثابت ہوگا۔ اس لئے آنمحترم سے نہایت مؤدبانہ درخواست ہے کہ ان سوالات کے جوابات بھی ہر ہفتہ میں کم از کم تین سوالات کے جواب شائع کریں تو ہمیں تبلیغی و تربیتی میدان میں بہت کام آئے گا۔ نیز ہمیں ان کا تامل میں ترجمہ کر کے تمام جماعتوں کو بھجوانے میں بھی آسانی ہوگی۔

☆- لنڈن سے محترمہ امتہ الحفیظ صاحبہ بیگم محترم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب مرحوم لکھتی ہیں :۔

اخبار بدر کا ڈاکٹر عبد السلام نمبر موصول ہوا۔ اسے پڑھ کر دل تشکر و امتنان کے جذبات سے لبریز ہو گیا آپ نے بہت جلد ایک مکمل اور پورا نقشہ محترم ڈاکٹر صاحب کی مصروف ترین زندگی کا کھینچا ہے اور اس میں آپ کامیاب رہے ہیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ محترم زاہدہ صاحبہ کے مضمون "کڑواسچ" کی شمولیت بھی قابلِ داد ہے۔

☆- آسٹریلیا سے مکرم محمود صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

آج صبح جب بدر کا شمارہ ۴۹۔ ۵۰ موصول ہوا تو وہ ڈاکٹر عبد السلام نمبر تھا ایک ہی اخبار میں محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم کے بارہ میں اتنا مواد دیکھ کر خوشی ہوئی اس پہلو سے بدر کی یہ کاوش قابلِ تحسین ہے۔ جزاکم اللہ۔

بدر میں دیوبندی چالوں سے بچیئے قسطوار اداریے بہت مفید ہیں۔

☆- جرمنی سے مکرم فضل الٰہی صاحب انوری تحریر فرماتے ہیں :۔

۵۔ ۱۲ دسمبر کا پرچہ ڈاکٹر عبد السلام نمبر شائع کر کے آپ نے ایک عظیم خدمت سرانجام دی ہے اور اس طرح بہت سی قیمتی اور ایمان افروز معلومات کو محفوظ کر دیا ہے جنہیں پڑھ کر اس عظیم سائنسدان کی ذات و صفات کے بارہ میں بہت عمدہ پہلو سامنے آئے ہیں۔ قسطوار اداریہ دیوبندی چالوں سے بچیئے خوب رہا۔

NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105 | THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516 | ✆ 01872- 20757

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA)

VOL - 46 | THURSDAY, | FEBRUARY 27 TH 1997 | ISSUE NO -9

ہومیوپیتھی طریق علاج کے متعلّق آسان اور مُفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیو پیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر ۱۸)

کیمفر

CAMPHORA

کیمفر کی سب سے نمایاں علامت یہ ہے کہ بیماری کے دوران جسم کی بیرونی سطح بالکل ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ بے حد نقاہت اور کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ تشنجاتی کیفیات بھی بہت نمایاں ہیں۔ اگر جسم بالکل ٹھنڈا ہو اور تشنج کی کیفیت پائی جائے تو کوئی بھی بیماری ہو اس میں کیمفر مفید ہوگی۔ ہیضہ میں بھی بہت مؤثر دوا ہے خصوصاً گم ہیضہ جس میں بغیر درد کے دست ہوتے ہیں یا دست ہوتے ہی نہیں لیکن یکدم توانائی ختم ہوکر سارا جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اس میں کیمفر چھوٹی طاقت میں دینے سے غیر معمولی فائدہ پہنچتا ہے۔ اگر ہیضہ کی حالت میں معدہ اور ہاتھ پاؤں میں تشنج نمایاں ہو تو کیوپرم دوا ہے لیکن تشنج کے ساتھ اعضاء برف کی طرح ٹھنڈے ہو جائیں اور ٹھنڈا پسینہ آئے تو یہ کیمفر کی خاص علامت ہے۔ کیمفر کے ہیضہ میں متلی بھی نمایاں ہوتی ہے۔ کیمفر میں شدید خوف اور اندیشے بھی پائے جاتے ہیں اس پہلو سے یہ ایکونائٹ سے مشابہ ہے۔ اس میں سوائے سردی کے ایکونائٹ کی ہر علامت پائی جاتی ہے۔ اگر ایکونائٹ کی طرح اچانک بیماری شروع ہو اور اس میں خوف غالب ہو اور تشنج بھی پایا جائے لیکن مریض بہت ٹھنڈا ہو تو ایکونائٹ کے بجائے کیمفر دوا ہے۔ اگر بیماری میں شدت، تپش اور تیزی پائی جائے تو ایکونائٹ مفید ہے۔

کیمفر کا کینتھرس سے بھی تعلق ہے اور کینتھرس کے اثر کو زائل بھی کرتا ہے۔ کینتھرس میں گردوں کی جھلیاں متورم ہو جاتی ہیں اور پیشاب کی نالی میں جلن اور سوزش پیدا ہو جاتی ہے قطرہ قطرہ پیشاب بہت جل کر آتا ہے۔ یہ علامتیں ایک حد تک کیمفر میں بھی پائی جاتی ہیں۔ بعض اوقات کینتھرس کا زہر دینے سے گردوں میں مستقل سوزش ٹھہر جاتی ہے اور مریض کو اعصابی لحاظ سے بھی متاثر کرتی ہے ایسی صورت میں کیمفر اس اثر کو زائل کرتا ہے اور یہ صرف عارضی دوا نہیں بلکہ مستقل طور پر بھی بعض بیماریوں کے بداثرات مٹانے کے لئے مفید ہے۔

ذہنی لحاظ سے مریض بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ حافظہ جواب دے دیتا ہے اکیلے رہنے سے خوف محسوس کرتا ہے۔ چکر آتے ہیں اور بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے آنکھیں بند کرکے لیٹا رہتا ہے لگتا ہے کہ سوگیا ہے لیکن سوتا بھی نہیں۔ دنیا سے بے تعلق سا ہو جاتا ہے۔ اس میں جنون اور شدید غصہ کی علامت بھی پائی جاتی ہے۔ یہ علامت کینتھرس اور ہائیوسمس میں بھی ملتی ہے۔ سوزش دماغ کی طرف منتقل ہوتی ہے اور مریض دیوانگی اور تشدد پر اتر آتا ہے۔

اگر رحم کے انفکشن کے نتیجہ میں بخار ہو تو پائیروجینم اور سلفر کے علاوہ کیمفر بھی اچھی دوا ہے۔ اگر جسم ٹھنڈا ہو تو کیمفر سے علاج شروع کرنا چاہئے۔ بعض اوقات بخار دب جاتا ہے اور جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے اس وقت سلفر کی بجائے کیمفر ضروری ہے جب وہ بخار کو باہر جسم پر ظاہر کردے اور مزید علاج نہ کرسکے تو پھر سلفر اور پائیروجینم ملاکر دینی چاہئے۔

کیمفر کی ایک خاص علامت یہ ہے کہ جسم بہت ٹھنڈا اور پسینہ میں تربتر ہوتا ہے لیکن مریض جسم پر کپڑا اوڑھنا برداشت نہیں کرتا۔ اندرونی گرمی کے شدید احساس کی وجہ سے کپڑے اتار پھینکتا ہے۔ جسم پر کپڑا برداشت نہ کرنے کی علامت سیکیل میں بھی پائی جاتی ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ سیکیل کا مریض گرمی محسوس کرتا ہے اور اس کا جسم گرم ہوتا ہے لیکن کپڑا نہیں لیتا۔ کیمفر کا مریض باوجود ٹھنڈا ہونے کے کپڑا نہیں لیتا۔ کیمفر کی علامتیں ایکونائٹ کے علاوہ کیموملا سے بھی ملتی ہیں۔ کیموملا کا مریض غصیلا اور غیر مطمئن ہوتا ہے، کوئی چیز مانگے تو لے کر پرے پھینک دیتا ہے۔ ایسے مریض اگر کیموملا کا نمایاں مزاج نہ رکھتے ہوں تو پھر کیمفر سے ان کا علاج کیا جا سکتا ہے۔

کیمفر میں گرمی اور سردی کا ادلنا بدلنا بھی پایا جاتا ہے، جب جسم ٹھنڈا ہو تو درمیان میں ایک دم جسم تھوڑی دیر کے لئے گرم بھی ہو جاتا ہے یہ کیفیتیں ادلتی بدلتی رہتی ہیں جس کا مطلب ہے کہ بخار دب کر اندرونی اعضاء میں منتقل ہو رہا ہے۔ جب بخار دب کر اندر ریڑھ کی ہڈی میں چلا جائے یا دماغ میں منتقل ہو جائے تو جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ مگر جسم بار بار بیماری کے خلاف مدافعت کرتا ہے اور بخار اسے دھکیل کر باہر لانے کی کوشش کرتا ہے تو جسم کبھی ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور کبھی گرم اس صورتحال میں کیمفر بہت مفید ثابت ہوسکتا ہے۔

عورتوں کی ادھیڑ عمر میں جب حیض بند ہونے کا وقت آئے تو بسااوقات کئی قسم کی تکلیفیں شروع ہو جاتی ہیں۔ چہرے پر گرمی کی لہریں محسوس ہوتی ہیں اس میں اور دواؤں کے علاوہ کیمفر کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے۔ ایسی عورتیں جو کیمفر سے آرام محسوس کرتی ہیں کپڑا اتار دیں تو سخت ٹھنڈ محسوس کرتی ہیں اور کپڑا اوڑھیں تو پسینہ سے تربتر ہو جاتی ہیں۔ ایسی عورتوں میں گرمی کی لہریں محسوس ہوں تو کیمفر خاص طور پر مفید ہے۔

کیمفر میں سر درد سارے سر میں نہیں ہوتا بلکہ یا تو سر کی پشت پر شروع ہوگا یا پیشانی پر۔ وہ سر درد جو سر کے پیچھے اور گردن کے نچلے حصہ میں محدود ہو نیز دھڑکن بھی پائی جائے اس کا کیمفر علاج ہے۔

تشنج اور دندل پڑنے میں کیمفر بہت مفید ہے۔ بسااوقات گرمی کی شدت سے یا اندرونی کمزوریوں کی وجہ سے عورتوں کو دندل پڑ جاتی ہے اس میں کیمفر بہت اچھی ہے۔ مونہہ زبردستی کھول کر اندر دوا ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے صرف ہونٹ دوا سے گیلا کردیں تو وہ خود بخود اثر دکھائے گی اور یہ کیفیت جاتی رہے گی۔ تشنج اور دندل پڑنے میں ہونٹ نیلے ہو جاتے ہیں۔ صرف ہونٹ ہی نہیں بلکہ زبان بھی نیلی ہو جاتی ہے۔ یہ کیمفر کی خاص علامت ہے۔

کیمفر کے مریض کی پیاس پانی پینے سے بجھتی نہیں۔ بہت ہی ٹھنڈا پانی پینے کو دل چاہتا ہے۔ گیس کی تکلیفوں میں بھی متلی اور قے کا رحجان ہے۔ قے کے بعد معدے میں ٹھنڈک کا احساس ہوتا ہے۔ اگر متلی اور قے نہ ہو تو جسم برف کی طرح ٹھنڈا ہوتا ہے، غذا کا ذائقہ کڑوا محسوس ہوتا ہے۔

کیمفر میں اسہال کی نسبت الٹی اور قے کا زیادہ رحجان ہوتا ہے۔ اسہال تھوڑے تھوڑے آتے ہیں جس کے ساتھ کمزوری اور تشنج ضرور ہوتا ہے۔ اگر اسہال اور الٹیاں بہت زیادہ ہوں اور تشنج پنڈلیوں پر اثر کرے تو ویریٹم البم چوٹی کی دوا ہے۔ دونوں دواؤں میں جسم ٹھنڈا ہوتا ہے لیکن ویریٹرم البم میں پیشانی پر ٹھنڈا پسینہ ہوتا ہے۔ ویریٹم البم دو انتہاؤں کے درمیان ہے یا سخت قبض ہوتی ہے یا بہت کھلے اسہال، انتہائی سخت اور ضدی قبض جو ہفتہ ہفتہ چل رہی ہو اس میں جب کوئی اور دوا کام نہ آئے تو ویریٹم البم کی چند خوراکیں اثر کھاتی ہیں اور فوری فائدہ ہوتا ہے۔

مثانے میں فالجی اثرات نمایاں ہوں اور زور لگاکر پیشاب آئے تو کیمفر مفید دوا ہے۔ مثانہ پیشاب سے بھرے ہونے کے باوجود پیشاب رک جاتا ہے۔ جلن اور تشنج پیدا ہوتا ہے۔ اگر مریض کو ہیضہ ہو جائے تو بسااوقات پیشاب رک جاتا ہے، مثانے کے فالجی اثرات میں کیمفر بہت نمایاں ہے۔ کیمفر کا جنسی اعضاء پر بھی اثر ظاہر ہوتا ہے اگر بہت زیادہ مقدار میں استعمال کیا جائے تو مریض ہمیشہ کے لئے جنسی طاقت سے محروم ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات اس کے بالکل برعکس نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور غیر معمولی جوش پیدا ہو جاتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ دوا کی وجہ سے بے چینی پیدا ہوگئی ہے اور یہ صحت کی علامت نہیں ہے۔ جہاں اس قسم کی دو متضاد علامتیں ملتی ہوں انہیں خاص طور پر ذہن میں رکھنا چاہئے تاکہ فوراً عین موقع پر وہ دوا یاد آجائے۔

کیمفر میں بار بار نزلے اور بلغمی کھانسی کا بھی رحجان ہے اور اس لحاظ سے یہ اینٹی مونیم کروڈ اور امونیم کارب کے ہم پلہ ہے۔ یہ دونوں دوائیں اس مستقل کمزوری کو جو بار بار نزلے کو دعوت دیتی ہو دور کرتی ہیں۔ اس میں کیمفر بھی بہت مفید دوا ہے۔ معمولی سی موسم کی تبدیلی سے فوراً نزلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ناک ٹھنڈی ہوتی ہے اور بہنے والی رطوبت نکلتی ہے۔ ہوا کی نالیوں میں بلغم پھنسنے کا رحجان ہوتا ہے جس سے سانس گھٹتا ہے۔ گہرا سانس مشکل سے آتا ہے، سانس کھینچنے پر کھانسی شروع ہو جاتی ہے اور دل کی دھڑکن بہت تیز ہوتی ہے۔

کیمفر کی ایک خاص علامت یہ ہے کہ درد کا احساس سوچنے سے کم ہو جاتا ہے۔ مریض سردی اور چھونے سے زود حس ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اپریشن کے بعد اگر جسم کا درجہ حرارت بہت زیادہ گر جائے خون کے دباؤ میں کمی ہو تو کیمفر کی چند خوراکوں سے فائدہ ہوتا ہے۔

کیمفر کے مریض کی آنکھیں ایک جگہ گڑی ہوئی اور پتلیاں پھیلی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ تمام اشیاء بہت چمکدار اور بھڑکیلی معلوم ہوتی ہیں۔ آنکھوں کے سامنے چنگاریاں اور روشنی کے دھبے نظر آتے ہیں۔ آنکھوں کی تکلیف سورج کی روشنی میں بڑھ جاتی ہیں۔ چہرہ زرد اور کھنچا ہوا زندگی کے احساسات سے عاری معلوم ہوتا ہے۔ ٹھنڈا پسینہ آتا ہے۔

عام طور پر سردی لگنے سے دست شروع ہو جاتے ہیں جو سیاہی مائل رنگ کے ہوتے ہیں اور بہت کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ زبان اور مونہہ میں ٹھنڈک کا احساس نمایاں ہوتا ہے۔

کیپسیکم

CAPSICUM

(Cayenne Pepper)

کیپسیکم سرخ مرچ سے تیار کردہ دوا ہے اگر کوئی دبلا پتلا سوکھا ہوا شخص آرام سے نہ بیٹھ سکے تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے مرچیں لگی ہوئی ہیں لیکن کیپسیکم کا مریض اس سے بالکل متضاد ہے۔ خوب موٹا تازہ عضلات ڈھیلے ہوکر لٹکے ہوئے اور چہرے پر خون کی رگوں کا جالا سا بنا ہوا۔ چہرے کی رنگت اور تمازت کے لحاظ سے کیپسیکم کا مریض عادی شرابی کے مشابہہ دکھائی دیتا ہے۔ شراب کا اثر چہرہ کے باریک ریشوں پر پڑتا ہے اور وہاں سرخ رنگ کے جالے سے بن جاتے ہیں۔ مرچیں کھانے سے بھی خون کا دوران بار بار کناروں کی طرف ہوتا ہے کیونکہ یہ جسم میں غیر معمولی تحریک پیدا کر دیتی ہے۔ ہر چیز زبان کو لگتی ہے گرم چیز زیادہ گرم اور ٹھنڈی چیز زیادہ ٹھنڈی معلوم ہوتی ہے جن لوگوں کو مرچیں کھانے کی عادت ہو اور وہ مرچیں چھوڑ دیں تو ان کی بھوک ختم ہو جاتی ہے کیونکہ غدود اور معدے کی جھلیوں کو عادت پڑ جاتی ہے کہ مرچیں تحریک پیدا کریں تو پھر وہ رطوبت پیدا کرتی ہیں۔

اگرچہ مرچیں جلن اور گرمی پیدا کرتی ہیں لیکن کیپسیکم کا مریض ٹھنڈا ہوتا ہے اور گرم کمرے میں رہنا پسند کرتا ہے اس کی ایک حیرت انگیز علامت یہ ہے کہ مریض زیادہ دیر گھر سے باہر نہیں رہ سکتا۔ اگر کوئی زیادہ مرچیں کھانے کا عادی نہ بھی ہو اور اسے گھر سے باہر اداسی کا دورہ پڑتا ہو تو کیپسیکم کی ایک دو خوراکیں دینے سے یہ اداسی اور گھر جانے کی تمنا کسی حد تک کم ہو جاتی ہے۔

کیپسیکم کا مریض بہت ضدی ہوتا ہے۔ بعض ایسے علاقوں کے لوگ جہاں مرچیں بہت کھائی جاتی ہیں۔ ضدی ہوتے ہیں لیکن ہر مرچ کھانے والا یہ مزاج نہیں رکھتا۔ غصہ چڑچڑاپن اور بے اطمینانی کی علامت کیموملا سے ملتی ہے۔ ایک گال سرخ ہوتا ہے اور ایک زرد۔ یہ کیپسیکم کی خاص علامت ہے۔ بچوں کی بیماریوں میں یہ علامت دکھائی دیتی ہے۔ سر کی جلد پر پسینہ آتا ہے۔ خود کشی کے خیالات آتے ہیں لیکن عملی قدم نہیں اٹھاتا اور ڈرتا ہے، اکیلا رہنے کی خواہش کرتا ہے۔ سر یا کوئی اور عضو بڑا محسوس ہونے لگتا ہے۔ سیباڈیلا میں بھی یہ علامت ہے۔ کیپسیکم میں دھڑکن کا احساس بھی ہوتا ہے۔ سر میں شدید درد ہوتا ہے جو آرام کرنے سے زیادہ ہو جاتا ہے اور حرکت سے کم ہو جاتا ہے۔

گلا خراب ہونے سے کان کے پیچھے کی ہڈی میں سوزش ہو جاتی ہے جو مستقل ٹھہر جاتی ہے اس کے لئے فاسٹولاکا، کونیم وغیرہ مفید دوائیں ہیں۔

کیپسیکم کے نزلہ میں مریض کا چہرہ تمتمایا ہوا اور ٹھنڈا ہوتا ہے۔ ناک کی نوک سرخ ہوتی ہے۔ ناک میں جلن اور سرسراہٹ ہوتی ہے، ناک بند ہو جاتا ہے۔ کھانسی کے ساتھ شدید بو آتی ہے اور حلق میں درد ہوتا ہے۔ زبان پر چھوٹے چھوٹے آبلے بن جاتے ہیں جن کو چھونے سے درد ہوتا ہے اور نگلنے میں دقت ہوتی ہے۔

کیپسیکم کے مریض کے چہرے پر جھریاں جلد پڑ جاتی ہیں جلد کی لچک ختم ہو جاتی ہے اور لکیریں نمایاں ہونے لگتی ہیں ڈھیلے لٹکے ہوئے عضلات کے لئے اور دوران خون میں خلل واقع ہو جائے تو کیپسیکم مفید دوا ہے۔

خسرہ میں چہرہ بہت تمتمایا ہوا ہو اور کوئی دوا اثر نہ کرے تو اس میں کیپسیکم دی جاسکتی ہے۔ اگر گلے کے غدود پھول جائیں لیکن سخت نہ ہوں بلکہ سپنج کی طرح پھولے ہوئے اور دبنے والے ہوں تو یہ کیپسیکم کی خاص دوا ہے۔

کیپسیکم میں معدہ کی جلن خصوصاً کھانے کے بعد نمایاں ہے۔ پیچش اور اسہال میں گرمی کا احساس ہوتا ہے۔ فارغ ہونے کے بعد بھی جلن رہتی ہے۔ ٹھنڈے پانی کی شدید پیاس ہوتی ہے۔ بواسیر کے مسے پھیلے اور ان میں سرخی اور جلن نمایاں ہے۔

اگر مستقل آواز بیٹھ جائے تو یہ کیپسیکم کی خاص علامت ہے اگر مزید علامتیں بھی کیپسیکم سے ملتی ہوں تو اس سے فائدہ ہوگا۔ آواز بیٹھنے کے لئے فاسفورس، کاسٹیکم، سلفر، لائیکوپوڈیم، کوکا، سورائینم اور بوریکس مفید ہیں۔

حنجرہ اور ہوا کی نالی میں خشک کھانسی کے ساتھ سرسراہٹ، کھانسنے سے مثانہ میں دباؤ پیدا ہوتا ہے۔ سانس کے ساتھ سینے میں درد، دل کے نچلے حصہ میں پسلیوں کے پاس درد ہوتا ہے۔ مریض کھلی ہوا پسند نہیں کرتا۔ گرمی سے اور کھانا کھانے سے آرام آتا ہے۔ مریض جسم کے مختلف اعضاء میں درد محسوس کرتا ہے۔ چہرہ کا عضلاتی درد بھی نمایاں علامت ہے۔ عضلات میں درد کے ساتھ جھٹکے بھی لگتے ہیں۔ کنپٹی کی ہڈیوں پر ابھار بن جاتے ہیں جن میں سوزش نمایاں ہوتی ہے۔

کیپسیکم ان بوڑھے آدمیوں کے لئے مفید دوا ہے جنہوں نے تمام عمر دماغی محنت کی ہو اور ان کا رہن سہن اچھا نہ رہا ہو۔

ولادت

مکرم لئیق احمد عارف کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مورخہ ۷ ۲ر ستمبر ۹۶ء کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ نومولود مکرم چودھری محمود احمد صاحب عارف درویش قادیان کا پوتا اور مکرم محمد احمد ظفر مرحوم دیودرگی آندھرا پردیش کا نواسا ہے۔ نومولود کا نام دانیال احمد تجویز کیا گیا ہے عزیز کی درازی عمر اور نیک و خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

درخواست دعا: "مکرم رشید الدین صاحب ایشین جنرل سٹور ہمبرگ جرمنی نے نیا مکان خریدا ہے اس کے بابرکت ہونے کیلئے نیز دینی دنیوی ترقیات افراد خاندان کی صحت و سلامتی کیلئے احباب جماعت سے خصوصی دعا کی تحریک ہے۔ (نورالدین چودھری تنزیل قادیان)